وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۔

فضیلت علم و حکمت:

تالیف:۔

خالد سیف اللہ القاسمی

خادم حدیث وافتاء وجامعہ اشرف العلوم رشیدی
گنگوہ سہارنپور یوپی

ابن

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ۔
مؤسس وبانی جامعہ ہذا۔

ناشر:۔

مکتبہ شریفیہ گنگوہ سہارنپور یوپی انڈیا

تفصیلات

نام کتاب.......................فضیلتِ علم وحکمت

نام مؤلف: حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ۔
صحبت یافتہ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب نقشبندی مجددی۔
اجازت یافتہ شیخ طریقت عارف باللہ حضرت مولانا محمد قمرالزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم
پیر طریقت واقفِ اسرارِ حقیقت حضرت شیخ آصف حسین صاحب فاروقی نقشبندی مدظلہ العالی، برطانیہ۔
جامع الاوصاف حضرت مولانا سید محمود حسن صاحب مدظلہ العالی، خلیفہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ۔

کمپوزنگ: محمد دلشاد رشیدی۔

تحسین وتزئین: ابوسعد/عبدالواجد عفااللہ عنہ

تعدادطباعت: 1100

طبع اول: 1413ھ

طبع ثانی: 1429ھ

قیمت: 35

ملنے کا پتہ

مکتبہ شریفیہ گنگوہ۔

فہرستِ مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
انتساب	5
گزارش اولیں	7
غرض تالیف	10
حضرت امام رازی کا مختصر ترجمہ	12
علم کے فضائل و دلائل، پر پہلی دلیل	17
علم بمعنی حکمت، دوسری دلیل	21
حکمت بمعنی مواعظ قرآنی	22
حکمت بمعنی علم و فہم	25
حکمت بمعنی نبوت	28
حکمت بمعنی قرآن کریم	31
دعوت و تبلیغ کے اصول ثلاثہ	32
معانی حکمت	35
فضیلتِ علم پر تیسری دلیل	37
روح کیا ہے؟	38
فضیلتِ علم پر چوتھی دلیل	39
عبرت	41
مسئلہ سماع موتی	43
راسخین فی العلم اور ان کی علامات	46
رفعت اہل علم	48
علماء کے اوصاف	51
احادیث شریفہ و آثار	53
اقوال متفرقہ	59

علماء کی قسمیں	60
علامات علماء	61
علم غذاءِ قلب ہے	62
مثالِ علم بارش سے	63
بستانِ عالم	64
حسن بصریؒ کی فضیلت	65
علم نافع وضار کی پہچان کا طریقہ	66
پانچ باتوں کو پانچ اشیاء میں طلب کرو	66
عالم کی ذمہ داری پانچ طبقات پر ہے	66
علماء کے لئے خوف کا مقام	69
آٹھ قسم کے افراد	70
علم کے متعلق بایزید بسطامیؒ وغیرہ اکابر کے اقوال	71
حضرت امام شافعیؒ کے اقوال	72
علم کی اقسام	73
نتائج وثمرات	73
مومن چھ باتیں دیکھکر رغبت کرتا ہے	75
طریق جنت	76
چار چیزوں کو چار سے تلاش کیجئے	76
چار چیزیں چار چیزوں کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتیں	77
شیخ خلیلؒ نے فرمایا کہ رجال چار قسم کے ہیں	77
چار چیزوں سے عارت کی جائے اگرچہ اس پر سخت بار کیوں نہ ہو	78
علم کی شرافت وکرامت پر عقلی دلیل	78
فضائل علم پر مزید آیات وروایات وغیرہ	79
فوائد مختلفہ متعلقہ بالعلم	87
مدارس کی فضیلت	91
علماء سوء	94

انتساب

ناکارۂ خلائق مؤلف اپنی اس تالیف کو اپنی عزیز مادر علمی جامعہ اشرف العلوم رشیدی کی طرف جس کا فیض تقریباً ستر سالہ مدت میں دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچا ہزاروں افراد حافظ، قاری، عالم، داعی، مبلغ مفسر، محدث متکلم، خطیب، واعظ بنے جو آج ہندوستان کے ممتاز اداروں میں شمار ہوتا ہے جہاں بے شمار اولیاء اللہ تشریف لائے اور خوش ہوکر دعائیں دیکر واپس تشریف لے گئے ان اکابر کی برکات سے یہ ادارہ آج علم وعمل دعوت وتبلیغ ذکر اللہ کتاب وسنت کے علوم کی اشاعت حفظ قرآن قرأت وتجوید اور دیگر عصری علوم کا ایک بہت بڑا مرکز بنا ہوا ہے۔

جہاں فی الحال تشنگان علوم ومعرفت اپنی پیاس بجھانے کے لئے ایک بڑی تعداد میں جمع ہیں اور یہ خطہ تلاوت وذکر اللہ تعلیم وتعلم کی آوازوں سے منور اور معطر اور بقعۂ نور بنا ہوا ہے اور یہ سب اس اللہ کے عاشق اور اللہ کے حبیب کے دیوانے کے خلوص، مجاہدہ اور محنت ولگن کا نتیجہ ہے جو رات دن اللہ کے دین کی اشاعت، اللہ کی محبت میں فنا تھے اور ایک بہت بڑے معلم اور داعی ومبلغ ہتلاوت، عبادت، ذکر اللہ، کے وصف کے ساتھ ساتھ (علماء مشائخ طلبہ، اور عوام الناس) کی خدمت کرنے والے عظیم انسان تھے بہترین تربیت کرنے والے

ایک والد تھے (یعنی حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ پاک انکو مغفرتِ اُولیٰ سے نوازے! جنت میں بلند ترین درجات نصیب فرمائے! انبیاء، صحابہ، صدیقین ، شہداء وصالحین کی مرافقت نصیب فرمائے اور ہمیں اور تمام متعلقین کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی پوری پوری توفیق نصیب فرمائے مرضیات الٰہیہ کا تابع بنائے ہر قسم کی ضلالت اور فساد سے حفاظت فرمائے

آمین یا رب العالمین !!

ابو حذیفہ / خالد سیف اللہ

عفا اللہ عنہ!

خادم الحدیث والافتاء وجامعہ اشرف العلوم رشیدی۔

جامعہ کے صدر دروازہ کا اندرونی منظر

گزارش اوّلیں

الحمد لله الذی جعل العلماء ورثة الأنبياء والصلوة والسلام علیٰ من بعث هاديا ومعلما وعلی آلہٖ واصحابہ وسلم تسلیماً۔ امابعد:۔

علم کی فضیلت وشرافت پر علماء، صلحاء، حکماء، فقہاء وعقلاء سب نے بہت کچھ فرمایا ہے اور لکھا بھی ہے اور جا بجا اس کا اظہار کر کے امتِ مسلمہ کو حصول علم پر برانگیختہ کیا ہے اسی کی برکت ہے جو آج چاروں طرف تعلیمی ادارے، تعلیمی بورڈ، تعلیمی سینٹر کھلے ہوئے ہیں، کہیں دنیا کی تعلیم دی جارہی ہے اور کہیں آخرت کے علوم کی، کہیں خیر کی اور کہیں شر کی ہر جگہ تعلیم ہی تعلیم ہے مگر ان تمام علوم میں بعض علوم ایسے بھی ہیں جو نافع ومفید ہونے کے بجائے مضرت ونقصان فساد وحرمان کا باعث بنتے ہیں۔

اس لئے قرآن کریم میں اللہ پاک نے فرمایا ہے وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ، ایسے علوم سیکھتے ہیں جو نقصان دینے والے ہیں جن سے کوئی فائدہ معتبرہ حاصل نہیں ہوتا ہے، ایسے علوم جن سے اسلامی عقائد میں شک وشبہ پیدا ہو آخرت سے غفلت ولا پرواہی بلکہ نفرت کی نوبت پہنچ جائے تمام کے علوم ہیں بلکہ باعثِ مصیبت والم ہیں، ان سے تو جاہل رہنا ہی بہتر ہے۔

اصل میں علوم وہی مفید ہیں جو انبیاءؑ لے کر مبعوث ہوئے ہیں ان کا حصول عین عبادت بلکہ افضل العبادات ہے اور دارین کی صلاح وفلاح کی ضمانت ہے، قرآن کریم وسنت میں مذکورہ جملہ فضائل ومناقب انہیں کے ساتھ خاص ہیں، مگر یہ مناقب وفضائل اس وقت ہیں جب کہ ان علوم ومعارف کا حصول محض خوشنودیٔ رب کے لئے ہو، حلال وحرام کی تمیز کے ساتھ زندگی گزارنے کا قصد ہو آخرت کی تیاری کرنا مقصود ہو اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنا چاہتا ہو، لیکن اگر اس نے ان علوم الٰھیہ، معارفِ ربانیہ کو دنیائے دنی کے حصول کا واسطہ بنانے کا ارادہ کرلیا ہو تو ایسے شخص کے لئے کس قدر مذمت اور حرمان وبدنصیبی کا مقام ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:۔

من طلب العلم للمعاد فاز بفضل من الرشاد

فیا لخسران طالبیه لنیل فضل من العباد

ترجمہ اشعار:۔

جس نے علم طلب کیا آخرت کے لئے: کامیاب ہوا ہدایت کی فضیلت کے ساتھ

اور خسارہ اور نقصان ہوگا ان طالبان کا: جن کا مقصد بندوں سے عزت فضیلت حاصل کرنا

خلاصہ یہ ہے کہ علم کے تمام فضائل جو کتاب وسنت میں مذکور ہیں وہ علوم دینیہ کے ساتھ مخصوص ہیں اگرچہ دنیوی علوم وفنون حاصل کرنا دنیوی مقاصد واغراض کے لئے مذموم نہیں بشرطیکہ ایسے علوم نہ ہوں جن سے اسلامی عقائد میں

شک وشبہ پیدا ہو اور اعمال صالحہ سے غفلت ہو جائے، نیز پھر ان فضائل اور کمالات کے مستحق اور ان کا مصداق طالبان علوم نبوت میں صرف وہی ہوں گے جن کی نیت میں خلوص وللّٰہیت مرضیاتِ رب پر چلنا چلانا خواہشات نفس سے بچنا اور بچانا اور وہ علم دین کو آخرت کے لئے ہی پڑھتے پڑھاتے ہوں دنیا کی عزت مرتبہ وشہرت اور عوام الناس سے اکرام وتعظیم اور دوسرے علماء سے مجادلہ ومناظرہ بحث بازی اور غلبہ، مال کا حصول مقصد نہ ہو الغرض خالص اللہ پاک ہی مقصود ہوں تب وہ صحیح معنیٰ میں عالم بنے گا اور عالَم کے لئے رحمت ثابت ہوگا، اللہ پاک اس سے اصلاح عالم کا کام لیں گے۔

کتب خانہ جامعہ

غرضِ تالیف :۔

۱۴۱۳ھ میں تفسیرِ کلام پاک پڑھانے کے وقت خوش قسمتی سے ہاتھوں میں اکثر تفسیرِ کبیر امام رازیؒ رہا کرتی تھی امام رازیؒ کو اللہ پاک نے جو علوم ومعارف عطاء فرمائے ہیں وہ انہیں کا حصہ ہے۔

حضرت امام رازیؒ نے عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا . کے تحت علم کی فضیلت پر عجیب کلام فرمایا ہے جو دوسری کسی جگہ نظر سے نہیں گذرا تھا یہ قیمتی خزانہ ہاتھ لگا تو اس کو نقل کرنا شروع کردیا اصل مضمون امام رازیؒ کا ہے اوران کی عظیم الشان علمی شخصیت مشہوراور مقبول بین العوام والخواص ہے علوم وفنون میں امام کا درجہ رکھتے ہیں۔

ابتداء میں صرف امام رازیؒ کے کلام پر اکتفاء کرنے کا ارادہ تھا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کی مختصر شرح کردی جائے تو طلبہ عزیز کے لئے نافعیت میں اضافہ ہوجائے گا اس لئے بندۂ ناکارہ نے اس پر مختصر مختصر نوٹ تحریر کردئے ہیں اور ساتھ میں دوسری کچھ علمی چیزوں کو بھی ملا دیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کَرَمِهٖ وَاِحْسَانِهٖ وَمَنِّهٖ وَفَضْلِهٖ ناکارہ کی یہ ادنی کاوش قبول ہوئی اور اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہوئے ایک طویل عرصہ گذرگیا اور مؤلف اس درمیان میں بہت سے انقلابات اور حوادثات وتجربات سے گذرگیا

اوراس درمیان اللہ پاک نے اور بہت سی تالیفات کی توفیق عطاء فرمائی اور وہ طبع ہوکر شائع ہوگئیں اور قریب الختم ہوگئیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی دوبارہ طباعت کا انتظام فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق سے نوازے۔

ان کتابوں کی اشاعت اس محبوب والد کی تمنا کا ظہور ہے جو اپنی حیات میں اس بات کی باربار تاکید کرتے رہتے تھے ان تالیفات کو دوبارہ شائع کراؤ اللہ پاک انکے درجات بلند سے بلند فرمائے اور ناظرین کرام کو اس کتاب سے فیضیاب فرمائے!

اہل علم صاحبِ نظر حضرات سے درخواست ہے کہ اگر کسی جگہ علمی خامی نظر آئے تو بندہ کو مطلع فرمادیں، ان شاء اللہ العزیز اس کی اصلاح کردی جائے گی اس کتاب کی تالیف میں جنھوں نے خاص تعاون کیا ہے یا فی الحال کررہے ہیں جیسے عزیزم مخلصم مولانا عبدالواجد صاحب رشیدی مدرس جامعہ ہذا بندہ انکا شکریہ ادا کرتا ہے اور اُن کے لئے صمیمِ قلب سے علم، عمل، اخلاص وبرکت کی دعاء کرتا ہے اللہ پاک ان سب کو اجر عظیم عطاء فرمائے!!!

آمین یا رب العالمین!!!

ابوحذیفہ، خالد سیف اللہ عفا اللہ عنہ!

خادم الحدیث والافتاء وجامعہ اشرف العلوم رشیدی۔

حضرت امام رازیؒ کا مختصر ترجمہ

عالم کبیر الشان، فخیم المرتبت، جلیل القدر، عظیم الشہرۃ فی العالم،

امام رازی قدس سرہ **کا نام ونسب**، محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی، لقب فخر الدین کنیت ابو عبداللہ الرازی ہے۔

مقامِ ولادت: طبرستان ہے آپ کا نسب قریش سے ملتا ہے اس لئے آپ قریشی کہلاتے ہیں مسلکاً شافعی ہیں۔

زمانۂ ولادت رمضان میں ۵۴۴ھ میں جلوہ افروزِ عالم ہوئے آپ کی پیدائش کے سلسلہ میں مزید اور بھی اقوال ہیں مگر مشہور واصح قول یہی ہے۔

نشوونما: ایک علمی گھرانہ میں آپ کی نشوونما ہوئی آپ کے والد بزرگوار امام ضیاء الدین عمر اپنے دور کے علماء شافعیہ کے رئیس مانے جاتے تھے مقام رائے میں خطیب وزبردست علامہ سمجھے جاتے تھے چنانچہ علم فقہ وکلام میں آپ کے والد بزرگوار کی تالیفات بھی ہیں جسمیں **غایۃ المرام فی علم الکلام** نہایت مضبوط کتاب ہے شیخ ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ فرمایا ہے شیخ فخر الدین شروع ہی سے نہایت قوی الحفظ، کثیر الضبط، فصیح اللسان، قوی الجنان، فقیہ کامل، اصولی، خطیب، محدث، ادیب، مفسر،

جامع العلوم والکمالات واقع ہوئے تھے، اوپر سے مجاہدہ ومحنت اور اکابر کی توجہات سے مرکز علم، مرکز علماء، مرجع علوم وفنون، علوم وفنون کی روح، بلکہ روح رواں بنتے چلے گئے، اولاً آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی تربیت فرمائی ،ظاہری تربیت کے ساتھ ساتھ علمی وروحانی تربیت کا بہت زیادہ خیال فرمایا کرتے تھے، چنانچہ امام رازیؒ اپنے والد بزگوار کو اپنی تالیفات میں شیخ والد، یا والد استاذ سے یاد کرتے ہیں جب تک والد بزگوار حیات رہے ہر طرح کی کفالت فرماتے رہے 559ھ میں ان کا انتقال ہوگیا تو امام رازیؒ بہت افسوس فرماتے تھے اور اس بات کی تمنا فرماتے تھے کہ کاش کوئی ایک لمحہ بھی بے کار ضائع نہ کرتا حتی کہ وہ وقت جو کھانے پینے میں صرف ہوتا ہے وہ بھی علمی مصروفیات میں لگتا تو اچھا تھا امام رازیؒ اس پر بھی افسوس فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ وقت بہت عزیز القدر چیز ہے اس کا ضیاع بڑا خسارہ ہے۔

دور، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ چھٹی صدی کا درمیانی حصہ اور ساتویں صدی کے شروع کا دور ہے یہ وہ دور تھا کہ اسلامی حیات داخلی طور پر بددینی کا شکار تھی اور خارجی طور پر اسلام اور بلاد اسلامیہ پر صلیبی حملے پے درپے پر جاری تھے خلافت عباسیہ بڑھاپے کو پہنچ چکی تھی اور سلطان کا اپنی عوام اور رعایا پر کوئی کنٹرول باقی نہ رہا تھا سوائے بعض امور کے ہم اس دور کے تمام احوال سے بحث نہیں کرنا چاہتے کیونکہ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔

ہاں مگر اتنا لکھنا کافی ہے کہ یہ دور ثقافتی اور علمی وعملی اعتبار سے نہایت ضعیف ہو چکا تھا امام رازیؒ کو اللہ پاک نے ایسے دور میں پیدا فرمایا اور اسلامی اقدار میں نئی روح پیدا فرمادی جیسا کہ پہلے تحریر ہو چکا ہے کہ امام رازیؒ علوم وفنون کے عاشق تھے ہمہ وقت تحصیل علوم وفنون میں غایت درجہ انہماک رکھتے تھے ایک لمحہ بھی بے کار ضائع کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

نظریہ: پھر امام رازیؒ کا نظریہ یہ تھا کہ تمام علوم وفنون سے واقفیت ضروری ہے اس وجہ سے آپ نے بلا تخصیص تمام علوم وفنون کی طرف توجہ فرمائی پھر امام محض کتابوں کے اوراق گردانی پر اکتفاء نہ فرماتے تھے بلکہ پوری طرح بحث، تحقیق، تنقیح وتدقیق فرمایا کرتے تھے جس کی برکت سے وہ اپنے سے پہلے کے علماء کے مقلد محض نہ تھے بلکہ ہر مقام پر اپنی مستقل رائے رکھتے تھے، اس لئے امام رازیؒ کے علوم ومعارف اس قدر وسیع ہوئے جس کی انتہا نہ تھی آپ ہمہ گیر شخصیت تھے جن کو اکثر علوم وفنون میں امامت کا درجہ حاصل تھا ایک طرف آپ اصولی تھے تو دوسری طرف کامل فقیہ، متکلم، مفسر عظیم، فیلسوف، لغوی، نحوی، ادیب، شاعر، خطیب، مربی تھے۔

عظمت: اسی لئے اصحاب شافعیہ واشاعرہ نے آپ کو علم کلام وفقہ میں امام کا لقب دیا ہے اور جب وہ اپنے علم کلام، اصولِ فقہ وغیرہ میں امام کا لفظ

استعمال کرتے ہیں تو امام رازیؒ کو مراد لیا کرتے ہیں۔

ہرات میں آپ کا لقب شیخ الاسلام تھا خداوند تعالیٰ نے آپ میں پانچ باتیں ایسی جمع فرمادی تھیں جو دوسروں میں موجود نہ تھیں (1) قدرۃ علی الکلام وسعت کے ساتھ (2) قوت فکریہ (3) علوم پر اس قدر دسترس اور واقفیت واطلاع جس کی ان کے زمانہ میں مثال نہیں تھی (4) ایسا قوت حافظہ جو اپنے خزانہ عامرہ میں تمام علوم کو جمع کرنے والا تھا (5) براھین ودلائل کی ایسی تقریر دل پزیر کہ مخاطب تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے۔

امام عالی مقامؒ نے جملہ علومِ معروفہ میں اپنی قیمتی تالیفات چھوڑی ہیں اور ایسے آثار چھوڑے ہیں جو امام عالی مقامؒ کے مقامِ رفیع اور علمی مرتبہ اور معاصرین اور بعد میں آنے والوں پر ان کی فوقیت اور افضلیت پر شاہدِ عدل ہیں

تصنیفات و تالیفات:

آپؒ کی جملہ تصنیفات سے متعلق کلام بہت طول وفراغ چاہتا ہے یہاں صرف مشہور کتب کا تذکرہ مناسب ہے اس میں شبہ نہیں ہے کہ آپؒ کی تالیفات کو وہ اہمیت حاصل ہوئی جو آپؒ کے معاصر حضرات کی تالیفات کو حاصل نہ تھی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت امام رازیؒ کی تالیفات کی تعداد 200, بلکہ اس سے زائد ہے اتنی بڑی تعداد کا تذکرہ باعثِ طول ہے جس کے لئے فراغِ طویل

درکار ہے یہاں صرف چند پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

تفسیر کبیر سبحان اللہ علوم وفنون کا ایسا بحرِ بیکراں ہے کہ سارے علوم وفنون پر حاوی اور جامع کتاب ہے اس کی عظمت واہمیت کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جس کو اللہ پاک نے مطالعہ کی سعادت عطاء فرمائی ہے اور جن حضرات نے اس کے بارے میں **کل شئي سوی التفسير** کہا ہے بندہ کے ناقص خیال میں وہ غلط ہے بلکہ کل شئ مع التفسیر کہنا چاہیے تھا۔

الموصول علم اصول فقہ میں جملہ کتابوں پر حاوی ہے عبارت نہایت واضح تعبیر اپنی نہ محض نقل امثلہ جدیدہ وقدیمہ ہر باب میں پیش فرمائی ہیں اس کتاب سے قبل جو کچھ اس موضوع پر لکھا گیا ہے اس سب پر فائز ہے۔

علم کے فضائل ودلائل:۔

فضیلتِ علم پر پہلی دلیل:۔(فضیلتِ آدم کا راز)

حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد ربانی ہے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُوْنِي بِأَسْمَآءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ·

(سورۂ بقرہ پارہ ارکوع ۴ آیت ۳۱)

اللہ تبارک وتعالی نے حضرت آدمؑ کو جملہ اشیاء کے نام سکھلا دیئے، پھر اللہ پاک نے آدمؑ کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا تو فرمایا کہ مجھکو ان چیزوں کے نام بتلاؤ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو۔

یہ آیتِ کریمہ سیدنا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت کے ساتھ ساتھ علم کی شرافت وفضیلت پر واضح دلیل ہے جسکی مختصر تشریح یہ ہے کہ اللہ رب العزت والجلال نے اپنی قدرتِ کاملہ سے جب عالمِ ارض وسماوات کی تخلیق فرمادی تو خلافتِ ارضیہ کے منصبِ جلیل اور مقامِ رفیع پر کس کو فائز کیا جائے اس کے لئے حق جل مجدہ کی نظرِ انتخاب منبع الفیوض والبرکات، علمی وعملی کمالات کے مرکز، اوصافِ حسنہ وخصائصِ حمیدہ کے جامع، تجلیاتِ ربانیہ کے مظہرِ اتم حضرت آدم علیہ السلام پر واقع ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص مخلوق ملائکہ پر اس کا اظہار اس طرح فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً — میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ ونائب مقرر کرنے والا ہوں (سورہ بقرہ پارہ ۱ رکوع ۴ آیت ۳۰)

یہ سنکر ان قدسی الاصل مخلوق نے عرض کیا:

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ۰ (سورہ بقرہ پارہ ۱ رکوع ۴ آیت ۳۰)

اے رب قدیر کیا آپ زمین میں ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد پھیلائے گا خون ریزی کریگا حالانکہ ہم آپکی تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں اللہ پاک نے فرمایا کہ ان چیزوں کو میں جانتا ہوں جنکو تم نہیں جانتے۔

جبکہ اللہ پاک نے ان قدسی صفات مخلوق کے سامنے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہوں) فرمایا: تو ان حضرات نے اپنی رائے کے اظہار کی گنجائش محسوس کرتے ہوئے اس خَلِیْفَةُ اللّٰه کے بارے میں فَسَاد فِی الارضِ و سفك دماء (یعنی زمین میں فساد پھیلانے اور خون بہانے) جیسے اوصافِ رزیلہ کا اظہار کردیا جن کا علم خود ان کو اللہ پاک نے ہی دیا تھا۔

كما في التفسير الوجيز صفحه ١١٧ ، قال ابن زيد وغيره ان الله تعالى اعلمهم بانه سيكون من ذرية قوم يفسدون ويسفكون الدماء فقالوا الذلك هذه المقالة۔

اور ساتھ ہی اجتہاد سے کام لیکر آگے بڑھ گئے اور پکار اٹھے۔

نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ اور ہم آپ کی تسبیح وتحمید بیان کرنے لگ • (سورہ بقرہ پارہ ا رکوع ۴ آیت ۳۰) کے لئے کافی ہیں۔

اب تک آپ کی حمد و توصیف میں محض آپ کی توفیق سے ہم مشغول تھے اگر خلافتِ ارضی کا منصبِ جلیل بھی ہمیں ہی حاصل ہو جائے تو ہمیں آپ کی عبادت کی مزید سعادت میسر آجائے گی اور آپ کا ہم پر بڑا فضل واحسان ہو جائے گا اور ہم اس شرافت سے بھی مشرف و مسعود ہوسکیں گے۔

مگر اللہ رب العزت والجلال عالم الغیب والشہادۃ کو کچھ اور ہی منظور تھا اس لئے ان حضرات کی گذارش نہ صرف قابلِ قبول ہوئی بلکہ ربِ کائنات کو ناپسندیدہ بھی ہوئی کہ میں جس شخص کو خلیفہ بنانے والا ہوں اس کے بارے میں ایسے رذیل اوصاف سامنے لائے ہیں اور اس کی عمدہ خوبیوں اور اس کے کمالات سے صرفِ نظر کرلی گئی ہے اس لئے ربِ قدیر نے یہ کہہ کر ان کے منہ پر مہر لگادی اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ خبردار تم نے صرف ظاہری برائیوں کو دیکھا ان کے اصلی جوہر، ان کی قلبی کیفیات، عشق و محبت کو نہیں دیکھا۔

انتظامِ عالم انصرامِ کائنات سے متعلق اس کی تدبیر اور علم واطلاع اور قدرتِ تصرف جیسے اوصاف تمہارے اُوپر مخفی ہیں تمہیں یہ نہیں معلوم کہ ان سے مجھے کیا کام لینا ہے اس کو میں ہی جانتا ہوں۔

ان کی اولاد میں سے ایک شخص ایسا ہوگا جو بڑے بڑے فرشتوں سے لامتناہی درجہ افضل ہوگا خود یہ بھی تم پر اپنی سیرت اور علمی کمالات میں افضل ہوں گے جس کو تم جان کر مان بھی لوگے خیر وہ وقت بھی آیا جب اللہ پاک نے اس کا اظہار اور مشاہدہ کرادیا کہ آدم علیہ السلام کو ان اشیاء کا جو انتظامِ عالم تدبیرِ کائنات کے ساتھ متعلق تھیں جملہ فوائد وکلیات ،فروع وجزئیات ،اشیاء کے اسماء وخواص ان کے حقائق اسرار وحکم ورموز وغوامض سکھلائے اور ان پر پوری قدرت وتصرف کا انتظامی حق بھی کمال درجہ عطا فرمایا ،مزید برآں اپنی ذات وصفات کا علم مبارک بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطاء فرمایا اور پھر فرشتوں پر پیش کیا تو سب نے عجز وقصور کا اعتراف کیا اور اپنے نقصان علم پر اللہ کے سامنے معترف بنکر فوراً **سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ**، کہنے لگے اور علم وحکمت کو ذاتِ باری عز اسمہ کے ساتھ مخصوص کردیا، پھر اسی پر اکتفا نہیں فرمایا گیا کہ بس آدم علیہ السلام کی فضیلت وشرافت کا زبانی اعتراف کرلیں بلکہ عملی طور پر اعتراف کرنے کے لئے ان تمام کو حکم ہوا کہ **خلیفۃ اللہ فی الارض** کو سجدۂ اطاعت کریں چونکہ انتظام کے لئے سلطان وخلیفہ کے سامنے افراد کا مطیع ہونا ضروری ہے اس لئے یہ سجدہ کرایا گیا جو سجدۂ عبادت نہیں تھا بلکہ سجدۂ اطاعت وتعظیم تھا انتظام عالم میں معاونت وفرمابرداری کا ایک عہد اور تابعداری کا اقرار تھا شیطان نے اس کو سجدۂ عبادت سمجھا جو سراسر اس کی جہالت

تھی اوراس نے ربِ قدیر کے حکم سے انحراف کیا جس کا انجام اس کے حق میں نہایت خراب ہوا کہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوگیا؛ الغرض سیدنا آدم علیہ السلام کو مسجودِ ملائکہ ہونے کا شرف خلافتِ الٰہیہ کی وجہ سے ہوا اور خلافتِ الٰہیہ ارضیہ کا مدار علم پر ہے پھر قدرت وتصرف پر اس لئے پورے واقعہ میں جو چیز نظر آتی ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی وشرافت کے ساتھ ساتھ علم کا کمال وفضیلت ہے!

فضیلت علم پر دوسری دلیل:۔(علم بمعنی حکمت)

علم کی فضیلت وبزرگی پر دوسری دلیل یہ ہے کہ رب السمٰوات والارض نے علم کو حکمت سے تعبیر فرمایا ہے اور پھر حکمت کی اللہ تعالیٰ نے بڑی تعریف فرمائی اور نہایت اھمیت قراردی ہے یہ سب علم کی عظمتِ شان پر دلیل ہے اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ کلام مجید فرقان حمید میں جگہ جگہ علم کو حکمت کے معنی میں لیا گیا ہے امام المفسرین حضرت امام مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کلمہٗ حکمت قرآن پاک میں چار معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(1) حکمت بمعنی مواعظ قرآنی (2) بمعنی علم وفہم (3) بمعنی نبوت (4) بمعنی قرآن جسکی تفصیل آگے پڑھیں۔

(1) حکمت بمعنی مواعظ قرآنی:۔

حکمت بمعنی قرآنی مواعظ اس معنی میں متعدد جگہ آیا ہے، مثلاً سورۂ بقرہ

میں ارشاد باری ہے:

(1) وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

(سورہ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۱۳ آیت ۲۳۱)

اور یاد کرو اللہ کی نعمتیں اور اس کی کتاب وحکمت کو جو اللہ نے تم پر اس حیثیت سے نازل فرمائی ہے کہ تم کو اس کے ذریعہ نصیحت فرماتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

فائدہ: اس آیتِ مبارکہ میں خداوند قدوس نے خاص طور پر نعمتِ ایمان واسلام یاد کرنے کی ہدایت فرمائی ہے جو اللہ کی عظیم الشان نعمت ہے ساری خوبیوں کا سرچشمہ اور منبع ایمان ہی ہے جملہ انوار وبرکات اسی سے وابستہ ہیں ایمان کے بغیر کوئی کمال کمال نہیں ایمان ایک نور ہے جس سے دل منور ہو جاتا ہے نور اطاعت، نور ایمانی کے ساتھ ملنے سے نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِ اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ کا مصداق بن جاتا ہے اور یہ نور اس کے اعضاء وجوارح پر دوڑنے لگتا ہے جیسے فرمایا گیا نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ۔

اس کے بعد فرمایا قرآن وحکمت جس کے ذریعہ سے اللہ نے تم کو نصیحت فرمائی ہے اس کو معمولی مت خیال کرو بلکہ اللہ کی بیش بہا نعمتیں ہیں جن

سے انسان کی زندگی میں صالح انقلاب پیدا ہوجاتا ہے اور انسان حقیقی زیورات (مواعظ قرانی) سے آراستہ ہوجاتا ہے۔

چنانچہ لاتعداد انسانوں نے علم قرآن کے ذریعہ اپنے قلوب کو روشن کیا اور حیوانیت سے انسانیت اور نحوست سے سعادت ان کو حاصل ہوئی کتنے بیمار دل اس سے شفایاب ہوئے ہیں اس کے بعد تقوی کا حکم فرماتے ہیں جو جملہ اعمال کی روح ہے پھر خاص صفت علم میں کمال کا اظہار اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ بیشک اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے فرما کر کیا ہے۔

(۴) سورہ نساء رکوع نمبر ۱۳ میں ارشاد ربانی ہے:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً۔
(سورہ نساء پارہ ۵ رکوع ۱۴ آیت ۱۱۳)

اور اللہ پاک نے آپ پر اپنی کتاب مقدس اور حکمت کی باتیں نازل فرمائی ہیں اور ایسے علوم آپ کو بتلائے جو آپ نہیں جانتے تھے اور یہ اللہ کا آپ پر بڑا زبردست احسان ہے۔

فائدہ: بقول حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حکمت سے مراد مواعظ قرآنی ونصائح ربانی ہیں جن کے انزال کو کتاب اللہ کے ساتھ رب العزت نے موضع امتنان میں ذکر فرمایا ہے اور آگے چل کر اپنے پیارے رسول ﷺ پر احسان وافضال کا ذکر فرمایا ہے جو صفت علم ہی سے متعلق ہے کہ

خاص کر ہم نے اپنے رسول ﷺ کو ایسے مخصوص علم اپنی ذات وصفات کے بارے میں عطا فرمائے جو دوسروں کو نہیں دیئے گئے تھے اور یہ اللہ رب العزت کا آپ پر خصوصی احسان ہے، اس آیت پاک میں علم کو فضل عظیم قرار دیا گیا ہے واقعی اس میں کیا شک وشبہ ہے کہ علم باللہ ہی سب سے بڑا کمال ہے انسان کا مابہ الامتیاز علم ہی ہے جس نے اس کو افضل کائنات اشرف المخلوقات بنایا ہے۔

(3) آیت جہاں حکمت بمعنی مواعظ قرآنیہ ہے سورۂ ال عمران رکوع ۱۷ ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ•

(سورہ ال عمران پارہ ۴ رکوع ۸ آیت ۱۶۴)

تحقیق کہ اللہ رب العزت نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں انہیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو حق تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور لوگوں کے اخلاق کا تصفیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب اللہ وحکمت سکھلاتے ہیں اور اس سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

یہاں بھی حکمت سے بقول امام مقاتلؒ کے مواعظ قرآنیہ مراد ہیں۔

(2) حکمت بمعنی علم وفہم:۔

(1) سورۂ آل عمران میں فرمایا گیا ہے وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ اس معنی میں یہ لفظ قرآن کریم میں بکثرت وارد ہوا ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ جو سورۂ ال عمران میں واقع ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں ہے اوپر سے حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ چلا آرہا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے قبل حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت تولد عیسیٰؑ سنائی تھی اور ان کے اوصاف بتلائے تھے کہ وہ لوگوں سے بچپن اور کہولت کے دور میں یکساں باتیں کریں گے اور صالحین میں سے ہونگے اور خدائے پاک ان کو علم وفہم کی باتیں خاص کر تورات وانجیل سب کی تعلیم فرمائیں گے، یہاں حکمت علم وفہم کے معنی میں وارد ہے۔ تفسیر بغوی صفحہ ۳۰۲ر

(2) وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۔ (سورہ مریم رکوع ۳ر)

یہ آیت مبارکہ حضرت یحیٰ علیہ السلام کی تعریف میں وارد ہوئی ہے فرماتے ہیں۔

يَا يَحْيٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ اے یحیٰ تورات کو مضبوطی سے پکڑلو اس میں جو حکم ہے ان سب کو اچھی طرح سے بجالاؤ۔ (سورہ مریم پارہ ۱۶ ارکوع ۴ آیت ۱۲)

اور فرماتے ہیں کہ ہم نے یحیٰ کو بچپن میں عقل ودانائی علم وفہم کی باتیں دیدی تھیں اور اپنی خاص مہربانی سے آپ کو مشرف فرمایا تھا اور صفائی ستھرائی کا وافر حصہ ان کو مرحمت فرمایا تھا اور یحیٰ گناہوں سے بہت بچنے والے تھے وکان تقیاً ۔

فائدہ: سات سال کی عمر کیا ہوتی ہے کہ محلّہ کے لڑکے حضرت کو کھیل کود کے لئے بلاتے تھے تو ان کے جواب میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کام کے لئے نہیں بھیجا ہے بلکہ اللہ نے عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے کس قدر علم وفہم کی بات ہے جو اتنی کم عمری میں اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھی اس لئے حق تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔

یہاں بھی حکم وحکمت بمعنی علم وفہم ہے صاحب روح المعانی نے لکھا ہے **والظاهر ان الحكم بمعنى الحكمة وقيل بمعنى العقل وقيل معرفة آداب الخدمت اور لکھتے ہیں اعطى الفهم والعبادة وهو ابن سبع سنين ۔** روح المعانی صفحہ ۷۲ جلد ۱۲ سورہ مریم۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مراد نبوت ہے۔ کذا فی التفسیر البغوی صفحہ ۱۹۰

(3) وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۔

(سورہ لقمان پارہ ۲۱ رکوع ۱۱ آیت ۱۲)

ارشاد پاک ہے۔ تحقیق ہم نے لقمان کو حکمت دی ہے اور یہ حکم فرمایا کہ شکر ادا کرو اور جو شخص خدا کا شکر ادا کرتا ہے تو اس کا فائدہ اسی کو پہونچتا ہے اور جو اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے تو اس سے اللہ پاک کا کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے اللہ پاک مستغنی ہے اور ان کی ذات عالی ہر حال میں محمود ہے

اس آیت میں حضرت لقمانؑ کو حکمت سے سرفراز کرنا مذکور ہے روح المعانی صفحہ ۸۲

فائدہ: لقمان عجمی لفظ ہے عربی نہیں، والد کا نام باعوراء بتایا گیا ہے حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے یا خالہ زاد بھائی تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو پایا تھا اوران کے شاگرد تھے ان سے علوم حاصل کئے تھے بعض اکابرین نے نبی اور اکثر نے ولی قرار دیا ہے اور یہی اصح ہے، بعض علماء نے حکمت سے مراد نبوت لیکر ان کے نبی ہونے کا قول نقل کیا ہے لیکن اکثر حضرات کے نزدیک یہاں حکمت علم وفہم کے معنیٰ میں ہے اور اسی عظیم نعمت پر خدا کا شکر ادا کرنے کا حکم ہوا اللہ تعالیٰ نے پھر شکر کا فائدہ بیان کیا ہے کہ اس سے مزید نعمت میں ترقی ہوتی ہے اس کا فائدہ خود انسان کی طرف راجع ہے خالق تعالیٰ کے لئے شکر ناشکری دونوں برابر ہیں اس کی ذات پہلے سے ہی مستغنی ہے اور وہ ہر جگہ ہر حال میں لائق حمد ہی ہے۔

الغرض بقول امام رازیؒ اس جگہ حکمت سے مراد علم وفہم ہے

تفسیر کبیر صفحہ ۱۷۹ /جلد ۱۔

(4) ارشاد باری ہے!

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ۔

(سورہ انعام پارہ ۷ رکوع ۱۶ آیت ۸۹)

یہ رسولوں اور پیغمبروں کا گروہ اور مقدس جماعت جس کو ہم نے کتابیں اور حکم (علم وفہم) اور نبوت سے سرفراز فرمایا تھا پھر اگر ان باتوں کو یہ کہ والے نہ مانیں تو ہم نے ان باتوں کے لئے ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو انکار و کفر نہیں کریں گے۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں باری عزاسمہ نے ۱۸/انبیاء کا اوپر ذکر فرمایا اور ان کی تعریف کی اُولٰٓئِكَ سے ان ۱۸/ کی طرف اشارہ ہے۔

فرمایا کہ ہم نے ان کو کتابیں اور حکمت ونبوت سے نوازا تھا حکم سے مراد صاحب روح المعانی علامہ محمود الوسی حنفیؒ اور دیگر مفسرین نے لوگوں کے درمیان انصاف کرنا اور فیصلہ کرنا لیا ہے بعض نے معرفت حقائق اشیاء سے تفسیر کی ہے امام رازیؒ نے علم وفہم سے تفسیر فرمائی ہے اگر فصل خصومات مراد لیا جائے تب بھی علم وفہم سے تفسیر صحیح ہے چونکہ قضا بالحق بھی علم وفہم پر موقوف ہے۔

(۳) حکمت بمعنی نبوت:۔

(1) سورۂ نساء میں ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيْمًا (سورہ نساء پارہ ۵ رکوع ۴ آیت ۵۴)

پس تحقیق کہ ہم نے ابراھیم کی اولاد کو کتاب وحکمت کی دولت سے نوازا تھا اور ان کو بڑی بادشاہت بھی عطا کی گئی تھی۔

فائدہ: اس جگہ حکمت کی تفسیر نبوت سے کی گئی ہے اس آیت میں اوپر سے یہ تذکرہ چلا آرہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے والے جب مومنین کثیر ہوگئے تو یہ لوگ جن کو گذشتہ دور میں آسمانی کتابیں عطا کی گئی تھیں (یہود ونصاری) اللہ کے رسول کو ترک کر کے طاغوت (بتوں اور شیطانوں) پر ایمان لے آئے اور ایمان والوں کے مقابلہ میں کفار کو ہدایت یافتہ کہنے لگے اور

یہ صرف نبی علیہ السلام کے متبعین اور آپ کی ذات سے حسد کی وجہ سے تھا، حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے آل ابراہیم میں کتاب اللہ کے علومِ نبوت ہمیشہ سے رکھے ہیں اور اب ان کا مصداق رحمتِ کائنات فخرِ دو عالم سرورِ کونین ﷺ اور ان کے مقلدین ہیں لہٰذا ہم نے آل ابراہیم میں جس طرح دوسروں کو حکمت یعنی نبوت اور سلطنت سے نوازا تھا اگر ہم نے اپنے حبیب ﷺ کو ان خوبیوں سے نواز دیا تو حسد کی کیا بات ہے یہ بھی اولادِ ابراہیم میں شامل ہیں بلکہ ان میں سب سے زائد حضرت ابراہیم کے قریب تو یہی ہیں۔

(2) اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ آل عمران پارہ ۳ رکوع ۱۴ آیت ۶۸)

لوگوں میں سب سے زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو اس کے ساتھ تھے اور اس نبی کو اور جو ایمان لائے اس نبی پر اور اللہ ولی ہے مسلمانوں کا۔

الحاصل یہاں حکمت سے مراد نبوت ہے۔

نیز سورہ ص میں حکمت نبوت کے معنی میں مستعمل ہے فرمایا:

وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۔ (سورہ ص پارہ ۲۳ رکوع ۱۱ آیت ۲۰)

اورہم نے داؤد علیہ السلام کو نبوت وفیصلہ کی قوت عطا فرمائی تھی۔

یہ آیت مبارکہ سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے اوپر سے حضرت داؤدؑ کی بزرگی اور انکے مقامِ بلند کا ذکر چلا آ رہا ہے کہ جانوروں کو اللہ نے

ان کے تابع بنا کر ان کے سامنے جمع کر دیا تھا وہ سب آپ کے تابعدار تھے اور ان کو مضبوط ملک بھی عطا فرمایا تھا ۳۴ ہزار آدمی ہر رات ان کی چوکیداری کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ قوتِ فیصلہ زبردست طریقہ پر ان کو دی گئی تھی دین ودنیا کی جملہ خوبیاں ان کو عطا فرمائی گئی تھیں کمالِ علمی وکمالِ عملی گویا سارے کمالات ان میں جمع تھے۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں رصفحہ ۱۷۷ النبوة وکما ل العلم وقيل اتيان العمل وعلم الشرائع وقيل كل كلام وافق الحكمة

(3) ارشاد خداوندی ہے وَآتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ یہاں بھی حکمت نبوت کے معنیٰ میں آیا ہے اور یہ آیت بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے اس جگہ اوپر سے یہ مضمون چلا آرہا ہے کہ حضرت طالوتؑ نے جالوت بادشاہ کے خلاف جہاد میں جس لشکر کو تیار کیا تھا اس میں حضرت داؤدؑ بھی تھے آپ نے جوانمردی سے اس نالائق جالوت کا خاتمہ کیا اور اس طرح پورے لشکر پر اس لشکرِ اسلامی نے قابو پالیا تھا۔

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ (سورہ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۱۷ آیت ۲۵۱)

مومنوں نے جالوت کے لشکر کو اللہ کے حکم سے شکست دیدی اور داؤدؑ نے جالوت کو مار ڈالا اور اللہ نے ان کو باشاہت اور نبوت سے سرفراز فرمایا تھا اور اپنی مشیت کے مطابق بہت سے علوم سکھائے۔

اس آیت میں داوٗدؑ کی بزرگی وفضیلت کا بیان تھا جس کا حاصل ان کو نبوت اور سلطنت سے سرفراز کرنا ہے اور یہی سب سے بڑی نعمتیں ہیں ایک دینی اعتبار سے اور ایک دنیاوی اعتبار سے۔

(4) حکمت بمعنی قرآن:۔

خالق السمٰوات والارض کا ارشادِ عالی ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۔ (سورہ نحل رپ۱۴ر رکوع ۲۲ آیت ۱۲۵)	اے ہمارے رسول ﷺ اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف مخلوق خدا کو حکمت (قرآن) کے ذریعہ اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلایئے اور ان سے ایسے طریقہ سے بحث کی جیئے جو اچھا ہو نرمی اور خوش روئی کے ساتھ اچھے مقدمات ترتیب دیکر ہو۔

دعوت وتبلیغ کے اصول ثلثہ:۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں دعوت وتبلیغ کے اصول ثلثہ، دعوت بالحکمہ، دعوت بالموعظۃ الحسنۃ، دعوت بالمجادلہ کا ذکر کیا گیا ہے، یہاں سبیل رب سے مراد

اسلام ہے جس کو بعض مرتبہ صراطِ مستقیم سے اور بعض مرتبہ ملت ابراہیمی سے تعبیر کیا گیا ہے اور امام رازیؒ کے قول کے مطابق تو اس آیت میں قرآن پاک مراد ہے اب مطلب یہ ہے کہ آپ قرآن پاک کے مضامین کے ذریعہ لوگوں کو دعوت الٰی سبیل ربک دیجئے جو شبہات و وساوس کا قاطع ہے اور ایسے کلام کا نام حکمت ہے جو سننے والے پر اثر کرے اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔

موعظت حسنہ یعنی نہایت محبت غایتِ شفقت سے سمجھاتے رہے۔

چنانچہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا حکیمانہ پہلو ہے کہ آپ نے ناشائستہ افعال پر اتنی محبت سے سمجھایا کہ اسکا دل آپ کے قابو میں آ گیا اور اس نے عملی شکل میں لبیک کہا، ایک بدوی نے مسجد میں پیشاب کیا لوگوں نے ڈانٹا مگر آپ نے منع فرمایا اور پھر بڑے پیار سے سمجھایا کہ مسجد ذکر اللہ، تلاوت، عبادت کے لئے ہے اس جیسی حرکات کے لئے نہیں اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی شفقت بھی عجیب ہے ما قھرنی ولا شتمنی کہ نہ ڈانٹا اور نہ برا بھلا کہا اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں۔

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ معاندین کیساتھ جو بھی مناظرہ اور گفتگو ہو دلائل نہایت مضبوط ہوں، مگر لہجہ نہایت عمدہ نرمی اور خوش روئی کے ساتھ برہان اور دلائل کی قوت کے ساتھ ہو، چونکہ لوگوں کے حالات مختلف ہیں اس وجہ سے اس کے دعوت دینے کے اصول بھی الگ الگ ہیں، جو پاکیزہ نفوس رکھتے ہیں،

قوی الاستعداد ہیں فقط حکمت سے کلام کافی ہے اور جن کے نفوس میں کدورت ہے ضعیف الاستعداد ہیں محسوسات سے غایت درجہ محبت رکھتے ہیں رسومات سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں ایسے لوگوں کو موعظ حسنہ سے صراط مستقیم دین قیم کی جانب دعوت دیجئے اور جو معاند اور ضدی ہیں باطل پر مصر ہیں اپنے آباء وجہال کی تقلید کو واجب سمجھتے ہیں عقائد باطلہ ان کے قلوب میں راسخ ہو گئے ہیں مواعظ ان کے لئے سود مند نہیں عبرتیں کافی نہیں ان کے ساتھ بھی مجادلت احسن طریقہ پر ضروری ہے اگر سختی کرو گے تو وہ اپنی ضد اور عناد میں اور زیادہ سخت ہو جائیں گے نرمی اور خوش روئی کے ساتھ ان سے کلام ہونا چاہئے اور پھر مزید یہ بھی جاننا چاہئے کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو دعوت وتبلیغ کے تین اصول بتائے ہیں تا کہ حسب ضرورت ان سے کام لیں۔

(1) حکمت (2) موعظت حسنہ (3) مجادلہ ومناظرہ، کیونکہ کسی بھی مذھب وعقیدہ کی طرف جب کسی کو بلایا جاتا ہے تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ مضبوط دلیل پیش کر کے دعوت دے ورنہ انسان اپنے مذھب سابق کو جو اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے کسی بھی طرح ترک کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوگا اس کا طریقہ اس کے علاوہ اور کیا ہوگا کہ ایسی بات اس کے سامنے لائی جائے کہ اس کا دل مان جائے یہ الگ بات ہے کہ عناد اور سرکشی سے اس پر عمل پیرا نہ ہو اور نہ دعوت کے لئے یہ ضروری ہے، مگر حجت اور دلیل سے دو چیزیں

مقصود ہوں گی (1) سامع کے قلب کو مطمئن کرنا اس کے دل میں اپنے مضمون کو راسخ کر دینا (2) یا اس کو الزام دے کر خاموش کر دینا۔

پہلی قسم کہ جس میں سامع کو مطمئن کرنا مقصود ہو دو قسموں پر ہے اول وہ حجت ودلیل قطعی اور یقینی ہو جملہ قسم کے شکوک وشبہات سے پاک ہو کہ دل میں اتر جائے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ حجت ودلیل اس درجہ قوی اور قطعی تو نہ ہو مگر ظاہر طور پر ظن غالب کے درجہ میں تسلی واطمینان کا باعث ضرور بن جائے اول قسم کا نام حکمت ہے یعنی دلیل قطعی ویقینی سے دعوت دینا اور یہی جملہ درجات میں اعلیٰ واشرف مقام ہے **وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا** کا مصداق ہے۔

دوسری قسم کا نام موعظت حسنہ ہے اور اگر مقصود دلائل سے مقابل کا منہ بند کرنا ساکت کر دینا ہے تو اس کا نام جدال ہے مناظرہ ہے پھر یہ بھی دو قسم پر ہے، (1) اگر دلائل ایسے مقدمات سے مرکب ہوں جو قائل یا سامع کے نزدیک مسلم ہوں تو اس کا نام جدال حسن ہے۔

(2) اور اگر وہ دلائل ایسے مقدمات سے مرکب ہوں جو باطل ہوں محض شور وشغب کرنا ہو تو یہ خالی جدال ہے جو آج کل اکثر مناظرہ کرنے والے حضرات کا طریقہ کار ہے، حالانکہ مناظرہ کا مقصود یہ ہے کہ طرفین سے جوبات

قابلِ قبول اور لائقِ عمل سامنے آئے اسکو تسلیم کیا جائے، اپنی بات پر ضد اور اصرار نہ ہو، مگر عصرِ رواں میں مناظرہ، مقابلہ اور مجادلہ ہی نہیں بلکہ مغالبہ ہے اسی لئے امام اعظم علیہ الرحمہ بعد میں اس سے اجتناب کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

کذا فی تفسیر الکبیر رازی صفحہ ۱۳۸ سورۂ بقرہ رکوع ۱۵

معانی حکمت:۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ	دین کا فہم جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں
يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا	اور جس کو دین کا فہم مل جاوے اس کو
كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا	بڑی خیر کی چیز مل گئی اور نصیحت وہی
أُولُو الْأَلْبَابِ	لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں

(سورہ بقرہ پارہ ۳ رکوع ۵ آیت ۲۶۹)

(بیان القرآن)

اس جگہ حضرت ابن عباسؓ نے حکمت سے مراد معرفت قرآن پاک کو لیا ہے کہ ناسخ و منسوخ متشابہ و محکم مقدم و مؤخر حلال و حرام جیسے امور کی واقفیت حاصل کرے اور دوسری روایت میں ان سے مروی ہے کہ فقہ فی القرآن مراد ہے اور یہی حضرت قتادہؓ سے مروی ہے اور علامہ ابن منذر نے کہا ہے کہ ابن عباسؓ نے حکمت سے مراد نبوت بھی لیا ہے، اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو الدرداءؓ سے نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد قرأت قرآن و تفکر فی القرآن ہے امام مجاہدؒ سے مروی ہے کہ قول و فعل کی درستگی مراد ہے دوسری روایت میں ان سے مروی ہے کہ

حکمت سے مراد علم قرآن اور علم فقہ ہے اور ایک قول میں ان سے مروی ہے کہ وہ علم حکمت ہے جس کا فائدۂ جلیل اور منفعت عظیم ہو۔

حضرت عطاءؒ سے مروی ہے کہ حکمت سے معرفتِ خداوندی مراد ہے بعض نے اتقان علم وعمل سے تفسیر فرمائی ہے، روح المعانی صفحہ 41 سورۂ مریم میں وَاٰتَیۡنٰہُ الۡحُکۡمَ صَبِیًّا کے تحت حکمت کی تفسیر الفراسۃ الصادقۃ سے بھی کی گئی ہے ایسے ہی بعض نے فرمایا آدابِ معرفتِ خداوندی اور بعض نے فرمایا ہے معرفت موجودات اور بعض نے معرفت حقائق اشیاء سے تفسیر کی ہے اور بعض نے فرمایا ہے فِعۡلَ الۡخَیۡرَاتِ توفیق عمل کا نام حکمت ہے۔

حجۃ اللہ فی الارض حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا کہ حکمت نام ہے حق وصواب کی معرفت کا بعض نے فرمایا اتباع حق حکمت ہے ہر موقع کے مناسب بات اور عمل کا نام حکمت ہے البحر المحیط میں تقریباً 40/ اقوال نقل کئے گئے ہیں، ان سب کو بندہ کی کتاب فوائد شریفیہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

نیز کہا گیا کہ نصیحت والی گفتگو کا نام حکمت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے جس سے نفسانی کمالات پیدا ہوتے ہوں حکمت ہے اخلاق فاضلہ کا نام حکمت ہے اور حکمت اس کو عطا ہوتی ہے جو مغلوب الغضب نہ ہو اور نفس کو ہر وقت قابو میں رکھتا ہو اور وہ شخص کہ جس کو بات کہنے اور مخالف کی بات سننے اور نتیجہ سامنے رکھ کر کام کرنے کا طریقہ مل جاتا ہے وہ شخص حکمت تک پہونچ جاتا ہے جو امر

آسان نہیں دشوار ہے۔

فضیلت علم پر تیسری دلیل :۔

پھر اس میں تفکر کرنا چاہئے کہ اللہ پاک نے علم کا قلیل حصہ انسانوں کو دیا ہے اور اکثر حصہ اپنے پاس رکھا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:**وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۰**

(پارہ ۱۵ رکوع ۹ سورہ بنی اسرائیل)

اس لئے کسی کو اپنے علم پر ناز و فخر کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے **وَفَوْقَ کُلِّ ذِی عِلْمٍ عَلِیْمٌ!**

اور پھر ساری دنیا و مافیھا کو قلیل فرمایا ہے **قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْل** جس شئی کو اللہ پاک نے قلیل فرمایا ہے اور ہم اس کی کمیت تک نہیں پہونچ رہے ہیں تو جس شئی کو اللہ پاک نے کثیر فرمایا ہے اس شئی کی مقدار کو ہم کہاں سے پا سکیں گے (اور وہ حکمت ہے) جس کو کثیر فرمایا ہے۔

عقلی دلیل دنیا کی قلت اور ذلت پر اور حکمت کی کثرت پر یہ ہے کہ دنیا متناہی المقدار ہے متناہی العدد ہے متناہی المدت ہے اور علم کی مقدار کی انتہاء نہیں جس عدد اور مدت کی غایت نہیں ہے اور نہ ان سعادتوں کی انتہاء ہے جو علم وحکمت سے حاصل ہوتی ہیں یہ سب علم کی شرافت وعظمت کے دلائل ہیں۔ ماذوذ احیاء العلوم جلد اول

روح کیا ہے؟

فائدہ: اوپر کی آیت میں روح کا ذکر چلا آرہا ہے کہ جس کے متعلق سوال کیا گیا تھا اس کو اللہ نے فرمایا۔

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۔

کہ لوگ آپ ﷺ سے روح کے متعلق معلوم کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ روح میرے رب کا حکم ہے اس کے احوال کا علم اللہ کو ہے اور تم کو تو صرف تھوڑا علم دیا گیا ہے (سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ رکوع ۱۰ آیت ۸۵)

روح کے بارے میں بقول امام رازیؒ کے ایک ہزار تک اقوال ملتے ہیں علامہ ابن قیمؒ نے مستقل ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہی کتاب الروح ہے، روح مدارِ بدن اور مبدأ حیات ہے جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے علماءِ اسلام نے فرمایا ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے جس کی شکل وصورت ہے، اور وہ صاحب روح کی شکل وصورت کے موافق ہوتی ہے۔

فلاسفہ کے نزدیک روح جوہر مجرد ہے غیر مادی شئی ہے شاہ ولی اللہؒ نے الطاف القدس اور حجۃ اللہ البالغہ اور تفہیمات میں روح کی حقیقت پر کلام فرمایا ہے ارسطو فلسفی یونانی نے مستقلاً ایک رسالہ لکھا ہے شیخ ابوالعباس احمد سرخسی نے کتاب النفس والروح رسالہ لکھا ہے امام غزالیؒ نے معارج القدس میں روح پر کلام کیا ہے شیخ محی الدین ابن العربی نے بھی ایک رسالہ لکھا ہے اس کا نام بھی کتاب

الروح ہے اسی نام کا ابن قیم کا رسالہ ہے، حافظ قاسم سہیلی اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے عمدہ ابحاث فرمائی ہیں۔ کذا فی معارف السنن شرح ترمذی صفحہ ۴۴ جلد اول ،،

علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک عالَم خلق ہے اور ایک عالَم امر ہے عالم خلق نام ہے اس کا جو آنکھوں سے مشاہدہ ہوتا ہے اور جو غیر مشہود ہے وہ عالم امر ہے اور روح بھی عالم امر سے ہے (فیض الباری)

اور بقول شاہ ولی اللہ کہ روح کی مثال ایسی ہے جیسی کہ گل میں خوشبو ہوتی ہے اور مزید فرمایا کہ اللہ پاک کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں ہے کہ روح کی حقیقت کوئی نہیں جانتا بلکہ یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک نے روح کا علم ہر کس و ناکس کو نہیں دیا خاص متعلقین روح کی حقیقت سے واقف ہیں اللہ پاک نے ان پر اس کی حقیقت کو منکشف کیا ہے اور یہ اللہ پاک کا ان پر خصوصی فضل وکرم ہے۔

حجة الله البالغه واللہ اعلم۔

فضیلت علم پر چوتھی دلیل :۔

علم کی شرافت وکرامت کا مزید اعلان کرتے ہوئے خالق ارض وسمٰوٰت مالک انس وجان نے فرمایا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ؟

امام رازی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اللہ پاک نے قرآن مقدس میں

سات جگہ فرق کا اعلان فرمایا ہے یعنی یہی فرق سات جگہ ملحوظ ہے۔

(1)آیت منکورہ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ؟

(2)قُلْ لَا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ۔

(3)قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ۔

(4)اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ

(5)وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ

(6) وَمَايَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ

(7)امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ فرق بين الجنة و النار کا ذکر فرمایا گیا اس کے علاوہ ارشاد پاک ہے وَمَايَسْتَوِى الْبَحْرَانِ

فائدہ : آیت نمبر(1) جس میں فرمایا گیا ہے کہ آپ فرمادیجئے کہ کیا عالم اور جاہل برابر ہوسکتے ہیں اس میں اوپر سے یہ مضمون چلا آرہا ہے کہ بھلا وہ شخص جو اللہ کی تابعداری اور فرماں برداری کرے اللہ کی بندگی میں حاضر رہے راتوں کی گھڑیوں میں کبھی سجدہ کی حالت میں اور کبھی قیام کی حالت میں ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور رحمت کا امیدوار ہو آپ ﷺ فرمادیجئے کہ کیا عالم وغیر عالم برابر ہیں اور نصیحت عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔

عبرت : یہاں اس آیت میں عالم کا اطلاق مقتضی علم پر عمل کرنے

والے راتوں کوشب بیداری کرنے والے سجدہ وقیام اور رکوع میں رات گذار نے والے پر فرمایا گیا ہے اور جو علم کے باوجود مقتضیاتِ علم پر عمل نہ کرے راتوں کو علم کا حق ادا نہ کرے فسق وفجور میں مبتلاء ہو وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہوسکتا ہے اس آیت سے جہاں علم کی فضیلت نکلتی ہے وہیں اس سے عالم باعمل اور عالم بے عمل کا فرق بھی واضح ہوجاتا ہے، پھر جس طرح عالم جاہل کے درمیان فرق کیا ہے ایسے ہی بقول امام رازیؒ کے دوسری اشیاء کے درمیان بھی فرق کیا ہے جیسے خبیث وطیب یعنی حلال وحرام کے مابین یعنی ردی اور عمدہ شئی برابر نہیں ہوسکتی ہیں، یہ بھی حکم عام ہے جملہ اشیاء کے اندر جاری ہوتا ہے اللہ رب العزت کے یہاں بھی اور انسانوں کے نزدیک بھی۔

فائدہ:۔ (2)

اس جگہ خبیث وطیب کی تفسیر میں چند باتیں لکھی گئی ہیں (1) خبیث سے مراد کفار ہیں (2) طیب سے مراد مؤمنین ہیں (3) خبیث سے مراد حرام ہے طیب سے مراد حلال ہے۔ روح المعانی صفحہ ۲۷ جلد ۴

ایک شخص نے فخر دو عالم ﷺ سے معلوم کیا کہ میری تجارت شراب کی ہے اس میں سے میں نے بہت سا مال کمایا تھا اگر میں اس کو اللہ کی طاعت میں خرچ کروں تو کیا مجھے فائدہ ہوگا فرمایا کہ اگر حج وجہاد میں سب کا سب مال بھی خرچ کردے تب بھی مچھر کے پر کے برابر بھی فائدہ نہ ہوگا اس کے بعد آخری آیت

میں تقوی و پرہیز گاری کا حکم فرمایا ہے فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰاُولِی الْاَلْبَاب۔

فائدہ آیت (3):۔ قُلْ ہَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ یعنی جو شخص اللہ کی عبادت اور اس کے حقوق سے غیر واقف ہے اور وہ شخص جو حقوق اللہ وغیرہ سے واقف ہے دونوں عنداللہ کیسے برابر ہو جائیں گے یہ تفسیر حضرت امام مجاہدؒ سے منقول ہے اور بعض نے کہا ہے کہ الاعمٰی سے مراد باطل و غافل ہے اور ثانی سے مراد معبود حقیقی حق جل مجدہ ہیں۔

فائدہ آیت (4):۔ اَمْ ہَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۔ اس آیت میں ظلمات سے مراد کفر کی تاریکیاں ہیں اور نور سے مراد ایمان وتوحید کا نور ہے اور ظلمات صیغۂ جمع کے ساتھ کفر کی کثرت کی وجہ سے لائے ہیں کیونکہ کفار کا کفر علیحدہ ہے نصاریٰ کا علیحدہ ہے مجوس کا علیحدہ ہے مگر اس کے باوجود سب کے سب کفر کی ملتِ واحدہ ہیں۔

فائدہ آیت (5):۔ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ اس جگہ ظل یعنی سایہ سے مراد ثواب ہے اور حرور سے مراد عقاب ہے (2) ظل سے مراد جنت اور حرور سے مراد نار یعنی جہنم ہے، حرور، حر سے فعول کے وزن پر شدتِ حرارت کے معنی میں ہے۔ روح المعانی صفحہ ۱۸۲ رجلد ۱۲۔

فائدہ آیت (6):۔ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَاءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ یعنی وہ

لوگ جو بعثت کے بعد ایمان میں داخل ہو گئے اور وہ کافر جو اپنے کفر پر رہے اور مزید تکبر و عناد میں مبتلاء ہوئے دونوں برابر نہیں بعض علماء نے فرمایا کہ احیاء سے علماء اور اموات سے جہلاء مراد ہیں۔

مسئلہ سماع موتی:۔

فائدہ: آیت (7):۔ مذکورہ آیتوں کے بعد ارشاد عالی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۔ اللہ پاک جس کو چاہتے ہیں سنا دیتے ہیں اور آپ قبر والوں کو سنا نہیں سکتے

(سورہ فاطر پارہ ۲۲ رکوع ۱۵ آیت ۲۲)

سماعِ موتی کا مسئلہ بہت اہم ہے، تفصیل کا یہ موقع نہیں مگر علامہ سیوطیؒ کے اشعار ضرور یاد کر لیجئے انشاء اللہ بہت کام دینگے، اشعار یہ ہیں:

سماع موتی کلام الخلق قاطبۃ

قد صحت لنا الآثار فیه بالکتب

وآیة النفی معناها سماعُ هدی

لایسمعون ولا یصغون للأدب

یعنی مُردوں کا مخلوق کے کلام کو سننا آثارِ کتاب اللہ وسنت سے ثابت ہے اور جس آیت میں نفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہدایت کا سننا اب ان کے لئے

بند ہو چکا ہے۔

لھذا اب وہ نہیں سنتے ہیں اور نہ مانتے ہیں اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ آیت میں نفی اس بات کی ہے کہ تم سنا نہیں سکتے اپنی قوت وطاقت سے تم اس پر قادر نہیں ہو کہ تم انکو سناؤ ہاں اللہ پاک ان کو سنا دیں یہ اور بات ہے مُردے سنتے ہیں اس لئے قبرستان میں مُردوں کو سلام کرنے کا حکم آیا ہے، یہاں تک کہ آیا ہے کہ مردے چلنے والوں کے چپلوں کی آواز بھی سنتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ زندوں کا کام بھی بناتے ہیں ایسا عقیدہ رکھنا اور اس غرض سے مزارات پر جانا اور ان سے فریادیں کرنا اور ان سے اپنی مشکلات کا حل چاہنا شرک و بدعت ہے مؤمن کا کام یہ ہے کہ ہر حال میں ہر مشکل و پریشانی میں ہر راحت وخوشی میں صرف اللہ پاک ہی کو پکارے اور انہیں سے مدد مانگے ارشاد باری تعالی ہے **وَلَاتَدْعُوْ مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا** اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

نافع وضار جز اللہ نہیں ہے کوئی
مؤمن ہو کے پھر شرک سے تجھکو کیا کام

دلیـــل (5): علم کی شرافت وکرامت پر امام رازیؒ نے صفحہ ۱۷۹ پر آیت مبارکہ

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُم یعنی اللہ کی اور ان کے رسول کی اور ذمہ داروں کی اطاعت وفرماں برداری کرو

سے بھی استدلال فرمایا ہے، یہاں اس جگہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے بعد تیسرے نمبر پر علماء کرام کی اطاعت کا حکم فرمایا گیا اس جگہ اولی الامر کے مصداق کے بارے میں دو قول ہیں (1) ملوک وسلاطین (2) علماء کرام اور یہی قول راجح ہے کیونکہ ملوک پر بھی علماء کی اطاعت لازم ہے پھر اس رتبہ عظیم کو بھی دیکھیے کہ اللہ رب العزت نے اہل علم کو دو جگہوں میں مرتبہ ثانیہ میں ذکر فرما کر مزید شرافت عطا فرمائی ہے۔

(1) شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ۔ یعنی اللہ پاک خود اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ کے علاوہ دوسرا کوئی معبود برحق نہیں اور فرشتے وعلماء بھی اس پر گواہ ہیں

(سورۂ آل عمران پارہ ۳ رکوع ۱۰ آیت ۱۸)

یہاں اللہ پاک نے فرشتوں کے بعد علماء کا تذکرہ فرمایا ہے جو کتنی عظیم فضیلت ہے۔

فائدہ : یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب نصاریٰ نجران نے آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ تشریف آوری پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُلوہیت اور اُن

کے بارے میں محاجہ اور مناظرہ کیا تھا اور وہ دلائل حقہ کے سامنے مغلوب اور لاجواب ہو گئے مگر پھر بھی حق کو قبول وتسلیم نہیں کیا یہ انکی خباثت تھی اگرچہ یہاں اُوْلُوْالْعِلْمِ سے مراد انبیاء، مہاجرین وانصار ہیں مگر جملہ علماءِ حقانین بھی اس میں شامل ہیں۔

(2)راسخین فی العلم اوراُن کی علامات:۔

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ یعنی متشابہات قرآنی کے معنی سوائے اللہ عزوجل اور راسخین فی العلم کے دوسرا نہیں جانتا۔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ (سورہ ال عمران پارہ ۳ رکوع ۹ آیت ۷)

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد راسخون فی العلم کا نام لیکران کی شرافت وبزرگی پر مہر لگادی ہے اس جگہ راسخون فی العلم پر اگر وقف کیا جائے تب یہ کلام ہے۔

راسخین فی العلم سے وہ لوگ مراد ہیں جو علم وعمل میں ثابت قدم ہیں اور ان کے قدم پھسلتے نہیں ہیں جہاں اور لوگوں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں لرز جاتے ہیں، راسخین کی علامات حدیث میں بتائی گئی ہیں، **من صدق حديثه وبر في يمينه وعف فرجه وبطنه فذالك الراسخون في العلم اللهم اجعلني منهم برحمتك يا ارحم الراحمين۔** (معارف القرآن ادریسی)

یعنی وہ آدمی جو بات میں سچا ہو، عمل صالح میں پکا ہو، غلط قسم کبھی نہ کھاتا ہو

عفت کاملہ در فرج وبطن اس کو حاصل ہو تو یہ سب راسخون فی العلم میں داخل ہیں رسوخ، کے معنی ہیں کمال اور پختگی **قيل الراسخ في العلم من وجد في علمه اربع اشياء التقوى بينه وبين الله والتواضع بينه وبين الخلق والزهد بينه وبين الدنيا والمجاهدة بينه وبين نفسه**

کذا فی البغوی صفحہ ۱۲۸۰ر جلد اول۔

اور کہا گیا ہے راسخ فی العلم وہ ہے جس میں چار خصوصیات ہوں (1) تقوی و پرہیز گاری (2) تواضع (3) زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی (4) مجاہدہ بہر حال اس آیت میں اللہ پاک نے علماء کو دوسرے نمبر پر ذکر فرمایا ہے۔

ایک جگہ اور ہے جہاں اللہ عزوجل نے علماء کو مرتبہ ثانیہ میں ذکر فرماتے ہیں **قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ ۔** آپ فرمادیجئے اللہ رب العالمین میرے اور تمہارے مابین گواہی دینے کے لئے کافی ہے اور وہ جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔ (سورہ ابراہیم پارہ ۱۳ رکوع ۱۲ آیت ۴۳)

یہاں اہل علم کی شان کتنی بلند فرمائی ہے کہ ان کو اللہ تعالی کے بعد گواہ بنائے جانے میں دوسرے مرتبہ پر فائز کیا گیا ہے۔

رفعتِ اہل علم:۔

علم کی شرافت و بزرگی کا بیان و اظہار کرتے ہوئے رب العزت والجلال

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ اللہ پاک نے ایمان والوں کے اور وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ، خاص کر اہل علم کے درجات بلند (سورہ حشر پارہ ۲۸ رکوع ۲ آیت ۱۱) فرماتے ہیں۔

حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ اللہ رب العزت والجلال نے چار اصناف کے درجات کا تذکرہ فرمایا ہے:

(1) ان مؤمنین کے لئے جو اہل بدر میں سے ہیں فرماتے ہیں:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَاناً وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ !

یہاں تک کہ فرمایا:

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ ، سورہ انفال پارہ ۹۔

اس آیت مبارکہ میں رحمٰن تعالیٰ نے ایک مخصوص قوم کے مخصوص اوصاف کی بنا پر مدح سرائی کی ہے، کہ حقیقت میں اہل ایمان ایسے لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، اللہ پاک نے اہل بدر کو جملہ ایمان والوں پر فضیلت دی ہے پھر علماء کرام کو جملہ اصناف پر بدرجہا فضیلت دی ہے لہذا علماء کرام افضل

الناس ہیں مگر یہ علماء آخرت کے فضائل ہیں جو علم وعمل اخلاص اور دیانت کے پیکر ہوں۔ اللھم اجعلنی منھم !!!

نیز فرمایا اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا بس اللہ پاک سے علماء ہی خشیت رکھتے ہیں۔

بقول علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے کہ علم کا سیماء خشیت ہے جس عالم کے اندر وصف خشیت نہیں ہے اس کو حقیقی علم نصیب نہیں ہوا ہے چاہے علامہ زماں اور حضرت جی کا عنوان اختیار کرلے۔

علم کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ اہل علم کو حلال وحرام کا امتیاز نصیب کرتا ہے اور عالم اپنے علم کی ضیاء میں اللہ پاک سے ڈر ڈر کر قدم رکھتا ہے، یہی وہ علم تھا جس کی وجہ سے حضرت صدیق اکبرؓ فرمایا کرتے تھے کاش میں کوئی پرندہ ہوتا جس سے حساب وکتاب نہ ہوتا یہی وہ علم تھا کہ اکابر اولیاء روتے روتے بے ہوش ہوجاتے تھے راتوں راتوں روتے رہتے تھے یہی وہ علم تھا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ راتوں کو بیدار رہتے تھے اور رویا کرتے تھے اتنا روتے تھے کہ پڑوسیوں کو ترس آنے لگتا تھا جن کے قلوب میں اللہ تعالی سے خشیت محبت ووصل ومعرفت نسبت کے ساتھ پیدا ہوجاتی ہے ان کی کیفیت ہی عجیب ہوجاتی ہے تلاوت آیات ربانی سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اپنے رب پر ان کو کامل بھروسہ وتوکل ہوتا ہے نماز قائم کرتے ہیں راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں یہی تو حقیقت میں

ایمان والے ہیں اور ان کے لئے جنت میں بڑے بڑے درجات ہونگے ان کے لئے بخشش اور رزق کریم ہوگا، اگرچہ امام رازیؒ نے اس آیت پاک کو اس جگہ اہل بدر کے لئے خاص قرار دیا ہے مگر دوسرے مفسرین کے نزدیک عام ہے جو یہ اوصاف پیدا کرے گا وہ ان وعدوں کا مستحق بن جائے گا **اللھم اجعلنی وذریتی منھم**

(2) مجاہدین کے لئے درجات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں **وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا**

۔ سورۂ نساء پارہ ۴/۵

اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے اوپر سے مجاہدین کے فضائل ذکر فرماتے ہوئے اخیر میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھنے والوں پر یعنی جہاد نہ کرنے والوں پر اجر عظیم دیکر فضیلت دی ہے۔ (3) صالحین اور نیک لوگوں کے لئے درجات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَأْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى۔

یعنی جو شخص ایمان واعمال صالحہ کو لیکر اللہ پاک کے پاس آئے گا تو عنداللہ اس کے لئے بلند درجات ہونگے۔

(سورہ طٰہٰ پارہ ۱۶ رکوع ۱۴ آیت ۷۵)

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ بلند درجات نیک اعمال کرنے والوں کے لئے ہونگے اور علم سے نیک عمل ہی مقصود ہے ورنہ علم بلا عمل حجت وبال بن جائے گا۔

علماء کے اوصاف:۔

حضرت امام رازیؒ مزید ایک جگہ پر لکھتے ہیں کہ خداوند قدوس نے علماء کے پانچ اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

(1) ایمان کامل رکھتے ہیں الراسخون فی العلم یقولون امنا بہ یعنی جو علم میں راسخ و مستحکم ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں (جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے ہم اس سب کو دل و جان سے مانتے ہیں۔

(2) توحید و شہادت ارشاد ربانی ہے: یعنی علماء حقانین توحید و شہادت میں بہت مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں ان کو توحید کا حقیقی ذوق حاصل ہوتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ میں اسی کا بیان ہے۔

(3) بکاء یعنی اللہ پاک کی یاد میں اور ان کے خوف سے کثرت سے روتے رہتے ہیں: وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ ۔ میں اسی کا بیان ہے۔

(4) خشوع و خضوع کرتے ہیں یعنی ان کا دل اللہ کی محبت و عشق میں لگ کر پگھل جاتا ہے اور وہ بہت نرم اور متواضع ہو جاتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۔

سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ رکوع ۱۲ آیت ۱۰۹

یعنی وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ سجدوں میں گر پڑتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں یا اللہ آپ کی ذات پاک ہے اور یعنی وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ سجدوں میں گر پڑتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں یا اللہ آپ کی ذات پاک ہے اور

یہ ہیں علماء کے حقیقی اوصاف پہلے اکابرین اور علماء میں یہ اوصاف پائے جاتے تھے ان کے چہروں سے علم تقوی کے آثار نظر آتے تھے اور آج جب کہ علم کا دور دورہ ہے اور علم کے پڑھنے پڑھانے والے بھی کثیر ہیں مگر یہ اوصاف نظر نہیں آتے الا ماشاء اللہ۔

(5) خشیت فرماتے ہیں اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ یعنی اللہ پاک سے حقیقت میں ڈرنے والے علماء ہی ہیں

اس آیت پاک میں زبردست تنبیہ ہے کہ علم سے مقصود اللہ پاک کا خوف ہے اور خوف وخشیت باری تعالی عزاسمہ ہی علم وحکمت کا اصل سرچشمہ ہے جیسا کہ ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے رأس الحکمۃ مخافۃ اللہ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جس دن میں اللہ پاک سے ڈرتا ہوں تو میں اپنے اندر حکمت کے چشمے جاری پاتا ہوں اس زمانہ میں علم کی تو کثرت ہے مگر اہل علم سے اللہ کا خوف اور خشیت نکلتا جارہا ہے اور جرأت بڑھتی جارہی ہے۔

احادیث شریفہ و آثار:۔

علم کی بزرگی اس کی شرافت پر آیات کریمہ کے بعد احادیث شریفہ اور آثار واقوال پیش کئے جاتے ہیں:

حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں کو دیکھنا چاہے جو جہنم سے آزاد ہیں تو وہ طالب علموں کو دیکھ لے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو طالب علم طلب علم کے لئے کسی عالم کے دروازہ کا چکر لگاتا ہے تو اللہ پاک اس کے ہر قدم پر ایک نیکی لکھتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک شہر تیار ہوتا ہے وہ زمین پر چلتا ہے تو زمین خود اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتی ہے وہ صبح شام کرتا ہے اس حال میں کہ وہ بخشا ہوا ہے ملائکہ اس کے لئے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنم سے آزاد ہے۔ (تفسیر رازی صفحہ ۱۸۰)

(2) حضرت انس بن مالکؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص طلب علم کے لئے نکلا لیکن اللہ کے لئے نہیں بلکہ دوسری نیت کے ساتھ نکلے تب بھی ایک نہ ایک دن اس کو اچھی توفیق ہو جاتی ہے اور وہ علم اللہ کے لئے ہو جائے گا اور جو شروع ہی سے اللہ کی رضا کا قصد کرتا ہے وہ **صائم النهار قائم الليل** کے برابر ہے اور علم صحیح کا ایک باب سیکھنا اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ جبل ابوقیس اس کے لئے سونے کا بن جائے اور وہ اس کو راہ خدا میں خرچ کرے۔

(3) حضرت حسنؓ نے مرفوعا نقل کیا ہے کہ جس شخص کو علم طلب کرتے ہوئے موت آ جائے جس کا مقصد اسلام کی خدمت کرنا تھا تو اس کے درمیان اور حضرات انبیاءؑ کے درمیان جنت میں فقط ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

(4) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے مرفوعا روایت کیا ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن اپنے تمام بندوں کو زندہ جمع فرمائے گا اور پھر ان میں سے علماء کو ممتاز کرے گا کہ اے علماء کی جماعت کیا میں نے اپنا نور تمہارے اندر نہیں رکھا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ میں تم کو عذاب نہیں دونگا لہذا تم جنت میں چلے جاؤ کہ میں نے تمہیں بخشدیا ہے۔

(5) نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص لوگوں کو علم دین سکھاتا ہے جب وہ مرجاتا ہے تو آسمان کے پرندے اور زمین کے جانور بھی اس کے فراق میں روتے ہیں اور سمندر کی مچھلیاں بھی جو اس کے لئے دعاء مغفرت کیا کرتی تھیں روتی ہیں۔

(6) حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص نے کسی عالم حقانی کے پیچھے نماز پڑھی تو گویا اس نے کسی نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔

(7) حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے کہ عالم حقانی کی فضیلت عابد سے ستر درجہ زائد ہے اور ہر درجہ کی مسافت ایک تیز رفتار گھوڑے کے ستر سال دوڑنے کے برابر ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب شیطان کوئی بدعت

نکالتا ہے تو عالم اس کو زائل کر دیتا ہے۔ (تفسیر رازی صفحہ ۱۸۰ جلد اول)

(8) حضرت حسنؓ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما عرض کیا گیا آپؐ کے خلفاء کون لوگ ہیں ؟ فرمایا جو میری سنتوں کو زندہ کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے ہیں۔

(9) **نیز** مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم طلب کرنے کی غرض سے نکلا تا کہ اس کے ذریعہ باطل کا ابطال کرے اور حق کا اثبات کرے تو اس کا یہ عمل چالیس برس کی عبادت سے بہتر و افضل ہوگا۔

(10) آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ اے علی تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت نصیب ہوگئی تو یہ ان تمام اشیاء سے افضل ہے جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔

(11) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم طلب کرنے کے لئے چلا ہو کہ لوگوں کو حق سمجھائے مقصد صرف رضاء الٰہی کا حصول ہو تو اس کو اللہ پاک ستر ہزار انبیاءؑ کا ثواب مرحمت فرمائیں گے۔

(12) عامر الجھنی کی روایت ہے کہ طالب علم کی روشنائی اور شہید کا خون لایا جائے گا مگر ایک دوسرے پر نہیں بڑھے گا اور ایک روایت میں ہے کہ علماء کی روشنائی بڑھ جائے گی جس سے وہ لکھا کرتے تھے۔

(13) واقد لیثی کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے اور لوگ آپ ﷺ کے قریب قریب تھے تین آدمی آئے ایک نے درمیان میں خالی جگہ دیکھی وہاں بیٹھ گیا دوسرا آدمی پیچھے ہی بیٹھ گیا اور تیسرا لوٹ گیا جب نبی پاک ﷺ اپنے کلام سے فارغ ہوئے تو فرمایا ان تین اشخاص کے بارے میں کیا میں تم کو خبر نہ دوں کہ ایک آدمی اس نے اللہ پاک کے پاس جگہ حاصل کرنی چاہی اللہ پاک نے اس کو جگہ نصیب فرمائی، دوسرے نے اللہ پاک سے حیاء کی اللہ نے اس سے حیاء فرمائی، تیسرے نے اعراض کیا اللہ پاک نے بھی اعراض کرلیا۔

(14) ارشاد نبوی ہے مَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْماً سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيْقاً اِلَى الْجَنَّةِ. (مشکوۃ شریف)

یعنی جو شخص طلب علم میں سفر کرتا ہے اللہ پاک اس کے لئے جنت کا سفر آسان کر دیں گے۔

(15) فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَىٰ اَدْنَاكُمْ.

عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ مجھے (نبی کریم ﷺ کو) تمہارے ادنی آدمی پر فضیلت حاصل ہے۔

(16) حضرت ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے قبل ہمارے سامنے ایسی تقریر فرمائی جو نہایت بلیغ تھی اس میں ارشاد فرمایا

مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَتَوَاضَعَ لِلْعِلْمِ وَعَلَّمَهُ عِبَادَ اللهِ يُرِيْدُ مَاعِنْدَ اللهِ كَمْ مَنْ

فِیْ الْجَنَّۃِ اَفْضَلُ ثَوَاباً مِنْہ وَلَااَعْظَمُ مَنْزِلَۃً وَلَادَرَجَۃٌ رَفِیْعَۃٌ نَفِیْسَۃٌ اِلَّاکَانَ فِیْھَا اَوْفَرَ النَّصِیْبِ وَاَشْرَفَ الْمَنَازِلِ ۔ (تفسیر رازی صفحہ ۱۹۸)

ترجمہ:

جو شخص علم شریعت سیکھے اور تواضع کے ساتھ سیکھے اور اللہ کے بندوں کو سکھائے اخلاص کے ساتھ اجر وثواب کی امید میں تو جنت میں کوئی اس سے افضل ثواب کے اعتبار سے نہ ہوگا اور نہ کوئی اس سے بڑھ کر مقام ومنزلہ پر فائز ہوگا۔

(17) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک علماء سے فرمائیں گے کہ میں نے اپنا علم خاص تمہارے اندر رکھا ہے تاکہ تم کو عذاب نہ دوں لہذا جنت میں داخل ہوجاؤ۔

(18) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سونے کے منابر رکھے جائیں گے ان پر چاندی کے قبے ہونگے پھر کوئی اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ کہاں ہیں وہ حضرات جنھوں نے امت محمدیہ علیہا الصلاۃ والسلام کو علم سکھایا تھا اللہ کی خوشنودی کے واسطے ان ممبروں پر تشریف رکھو آج ان پر کوئی خوف نہیں ہے حتی کہ جنت میں داخل ہوجائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ امت محمدیہ میں علماء حکماء ہونگے فقہ کے اعتبار سے گویا کہ وہ انبیاء ہیں رزق یسیر پر قناعت کریں گے لاالہ الااللہ کی بدولت جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

نیز ارشاد ہے مَنْ اِغْبَرَّتْ قَدَمَاہُ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ حَرَّہٗ عَلَی النَّارِ۔

یعنی جس کے پاؤں علم شریعت کی طلب میں غبار آلود ہوں گے تو اللہ پاک ان کے جسم کو جہنم پر حرام کردیں گے اور فرشتے اس کے لئے استغفار کریں گے اگر طلب علم کی حالت میں مرجائے گا تو شہید مرے گا گویا کہ اس کی قبر رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ ہے اس کے لئے قبر میں تاحدِ نگاہ فراخی کردی جائے گی اور اس کی قبر کے آس پاس چالیس قبریں اس کی برکت سے منور ہوجائیں گی اور عالم کا سونا عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اس کا مذاکرہ تسبیح ہے اور اس کا نفس صدقہ ہے اور اس کا ہر وہ قطرہ جو خشیت الہٰی میں اس کی آنکھ سے نکلتا ہے جہنم کی آگ بجھانے کے لئے کافی ہے۔

جس شخص نے عالم کی توہین کی اس نے نبی کی توہین کی اور جس نے نبی کی توہین کی تو اس نے جبریئل کی توہین کی اور جس نے جبریئل کی اہانت کی تو اس نے اللہ پاک کی توہین کی اور جس نے رب تعالیٰ کی توہین کی تو اللہ رب العزت اس کی ایسی توہین کریگا کہ کوئی عزت دینے والا نہ ہوگا جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے وَمَنْ

يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ۔ (تفسیر رازی)

☆☆☆☆☆

اقوالِ متفرقہ:۔

(1) استاذ عالم طالب علم پر ماں باپ سے زائد محسن ہے اس لئے کہ ماں باپ تو دنیا کی نار سے تحفظ کرتے ہیں، اور عالم استاذ اس کو آخرت کی آگ سے بچانے کی کوشش کرتا ہے وہاں کے شدائد سے حفاظت کرتا ہے۔

(2) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے اتنا علم کیسے پایا فرمایا کہ **بلسان سؤول** یعنی سوال کرنے والی زبان سے وقلب عقول اور سمجھنے والے دل سے۔

(3) بعض حضرات نے فرمایا کہ بے وقوف بنکر سوال کرو اور عقلمندوں کی طرح محفوظ کرلو۔

(4) حضرت مصعب بن زبیرؓ نے اپنے صاحبزادے کو فرمایا کہ بیٹا علم حاصل کرو کیونکہ اگر تمہارے پاس مال ہو تو یہ علم تمہارے لئے جمال وزینت ہوگا وراگر مال نہیں ہے تو علم ہی تمہارے لئے مال ہوگا۔

(5) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ علم کی بات سے خاموش رہنے میں کوئی خیر وبھلائی کی بات نہیں ہے جیسے کہ جہالت کی بات میں کوئی خیر وبھلائی نہیں ہے۔

علماء کی قسمیں:۔

بعض محققین نے فرمایا کہ عالم کی تین قسمیں ہیں:

(1) عَالِمٌ بِاللّٰهِ، غَيْرُ عَالِمٍ بِاَمْرِاللّٰهِ

(2) عَالِمٌ بِاَمْرِاللّٰهِ غَيْرُ عَالِمٍ بِاللّٰهِ

(3) عَالِمٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ وَعَالِمٌ بِاللّٰهِ

اول وہ آدمی جس نے اللہ پاک کی عبادت کی اور معرفت الٰہیہ اس کے قلب پر اس قدر غلبہ واستیلاء کر گئی کہ وہ ہمہ وقت جلال کے نور کے مشاہدہ میں رہتا ہے اور کبریائی حق وعظمتِ ربانیہ سے متجلی ہوگیا کہ اب اس کو احکام ،فروع، جزئیات کے تعلم کی فرصت وموقع نہیں ہے ہاں مگر جو ضروری ہے اس کو جانتا ہے۔

(2) دوسرے نمبر پر وہ عالم ہے جو امرِ الٰہی حکمِ خداوندی کا ماہر ہے حلال وحرام سے واقف ہے احکام کے حقائق ورموز سے آگاہ ہے مگر اللہ کی معرفت سے محروم ہے جلال وجمال کے اسرار سے غیر واقف ہے۔

(3) تیسرے عالم باللہ اور عالم بامر اللہ ہے وہ عالم ہے کہ وہ عالَم معقولات اور عالَم محسوسات کے مابین حدِ مشترک پر فائز ہے کبھی وہ اللہ کے ساتھ محبت ومعرفت کے ذریعہ لگ جاتا ہے اور کبھی مخلوق پر شفقت وکرم میں لگ جاتا ہے جب اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے تو ذکر وفکر کی کیفیات سے سرور پاتا ہے اس وقت مخلوق سے بالکل برطرف گویا ان کے ساتھ کوئی واسطہ ہی نہیں

رکھتا ہے اور جب مخلوق کے ساتھ لگ جاتا ہے تو ان پر پورا متوجہ ہو جاتا ہے مگر وہاں بھی خالق تعالیٰ کی مرضی پیش نظر رکھتا ہے یہی مرسلین وصدیقین کا طریقہ ہے اور یہی مراد ہے جس نے کہا ہے سَلِ الْعُلَمَاءَ وَخَالِطِ الْحُكَمَاءَ وَجَالِسِ الْكُبَرَاءَ۔ یعنی جو عالم حقانی ہو ان سے مانگ، سوال کر، اور حکمت والوں کے پاس جا اور بڑے لوگوں کے پاس بیٹھ۔

علاماتِ علماء:۔

حضرت شقیق بلخیؒ نے ہر ایک کی ان میں سے تین تین علامتیں بتائی ہیں:

(1) یعنی جو عالم بامر اللہ ہے اس کی تین قسمیں ہیں:

(1) وہ صرف زبان سے ذکر کرتا ہے نہ کہ قلب سے۔

(2) وہ خائف من الناس ہے نہ کہ خائف من اللہ ہے۔

(3) لوگوں کی شرم کرتا ہے نہ کہ اللہ پاک کی۔

(2) دوسرے جو عالم باللہ ہے وہ ذاکر بالقلب ہوتا ہے خائف من اللہ ہوتا ہے اور اللہ سے شرم کرتا ہے صرف ظاہر میں نہیں بلکہ باطن میں بھی اللہ پاک کے ساتھ ہے یعنی اللہ سے اس کا تعلق قلب سے ہے۔

(3) تیسرے جو عالم باللہ عاشق رب عارف ذات بھی ہے اور احکام شرع کا ماہر بھی ایک طرف جام شریعت اور دوسری طرف سندان عشق رکھتا ہے یعنی وہ ان جملہ خصائص کا جو دونوں میں مذکور ہوئی ہیں حامل ہے یعنی اس میں وہ

تمام خصوصیتیں ہیں جو صرف عالم باللہ یا صرف عالم بامر اللہ میں ہیں، اور یہی حقیقتاً معلم ومربی ہے پہلے والے دونوں فریق اس ثالث کے محتاج ہیں اور یہ دونوں سے مستغنی ہوتا ہے۔

اس کی مثال جو صرف عارف ہے چاند جیسی ہے جو کبھی مکمل ہوتا ہے کبھی ناقص رہ جاتا ہے۔

اور دوسرے کی مثال جو عالم بامر اللہ ہے چراغ جیسی ہے خود جلتا ہے اور دوسروں کو روشن کرتا ہے۔

اور ثالث کی مثال جو عارف باللہ بامر اللہ ہے سورج جیسی ہے کہ نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی پورے عالم کو روشن کرتا ہے نسبت ظاہری و باطنی کا مجمع البحرین سنت، شریعت وطریقت کا سنگم ہے ہمارے اکابر واسلاف ایسے ہی تھے۔

علم غذاءِ قلب ہے:۔

شیخ فتح موصلیؒ نے فرمایا کہ بیمار آدمی جب اس کا کھانا پینا بند ہو جائے تو مر جائے گا ایسے ہی قلب ہے اس کی بھی غذا ہے اور وہ غذا علم وفکر ہے یہ غذا جب قلب کو نہ پہنچے گی تو حکمت سے جدا رہے گا اس کی موت آجائے گی۔

حضرت شقیق بلخیؒ نے فرمایا کہ جب لوگ میری مجلس سے اٹھتے ہیں تو تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(1) کافر محض (2) منافق محض (3) مؤمن محض۔

کیونکہ قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتا ہوں اور اس کے مقدس رسول ﷺ کی باتیں بیان کرتا ہوں جو تصدیق نہ کرے وہ محض کافر ہے اور جس کا دل تنگ ہوجائے وہ منافق ہے اور جو کئے پر نادم ہو آئندہ کے لئے عازم ہو توبہ کرے وہ مؤمن خالص ہے، انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ نوم تین قسم پر ہے جن کو اللہ پاک ناپسندیدگی اور ناراض گی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور تین قسم کا ہنسنا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے۔

اقسامِ نوم

(1) فجر کے بعد سونا (2) عشاء سے قبل سونا (3) نماز میں سونا۔

اقسامِ ضحک

(1) جنازہ کے پیچھے ہنسنا (2) قبرستان میں ہنسنا (3) ذکر کی مجلس میں ہنسنا۔

مثالِ علم بارش سے:۔

بعض علماء کرام نے اللہ پاک کے ارشاد فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہاں سیل سے مراد علم لیا گیا ہے اللہ پاک نے علم کو بارش کے ساتھ پانچ وجوہات سے تشبیہ دی ہے (1) بارش آسمان سے نازل ہوتی ہے ایسے ہی علم آسمان سے اترا ہے، (2) جس طرح زمین کی اصلاح بارش کے پانی سے ہوتی ہے ایسے ہی مخلوق کی اصلاح علم کے ساتھ متعلق ہے۔

(3) جیسے کھیتی اور نباتات بغیر باراں کے وجود میں نہیں آتی اسی طرح اعمال صالحہ وطاعات بغیر علم کے وجود میں نہیں آتے۔ (4) جس طرح بارش رعد وبرق کی فرع ہے اسی طرح علم وعدہ وعید کی فرع ہے یعنی بشرات اور عذابات کی۔

(5) جس طرح بارش نافع وضار دونوں ہوتی ہے ایسے ہی علم نفع وضرر دونوں کے پہلو رکھتا ہے جو عمل کرے گا اسکے لئے نافع ہے اور جو عمل سے بھاگے گا اس کے لئے ضار ہے۔ کتنے مذکر باللہ ہیں جو خود خدا تعالیٰ کو بھولے ہوئے ہیں اور کتنے دوسروں کو اللہ سے ڈرانے والے ہیں؟ مگر خود احکاماتِ ربانیہ کے خلاف جرأت سے اقدام کرتے ہیں کتنے ہیں جو دوسروں کو اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں، مگر خود اللہ سے بھاگ رہے ہیں کتنے ہیں جو دوسروں کو اللہ سے قریب کر رہے ہیں مگر خود باری تعالیٰ عز اسمہ سے دور ہو جاتے ہیں کتنے ہیں جو اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں مگر خود اللہ کی آیات سے دور ہیں۔ تفسیر رازی ص ۱۸۲ / ج ۱

بستانِ عالم:۔

دنیا ایک باغ ہے جس کو پانچ اشیاء سے مزین کیا گیا ہے۔

(1) علماء کے علم سے۔ (2) امراء کے عدل سے۔ (3) عباد وزہاد کی عبادت وزھد سے۔ (4) تجار (تاجروں) کی تجارت سے (5) محترفین (حرفت وصنعت) کرنے والوں کے پیشوں سے۔

لعین ابلیس آیا وہ بھی پانچ اشیاء لایا اور ان کو ان میں سے ہر ایک کے پہلو

میں کھڑا کر گیا۔

(1) ابلیس آیا حسد کو لایا اور اس کو علم کے پہلو میں کھڑا کر گیا.

(2) ابلیس آیا ظلم ساتھ لایا اور عدل کے پہلو میں چھوڑ گیا.

(3) ابلیس آیا ریاء کو لایا اور اس کو عبادت کے پہلو میں کھڑا کر گیا.

(4) ابلیس آیا خیانت لایا اور امانت کے پہلو میں رکھ گیا.

(5) ابلیس آیا غش، دھوکہ، بدخواہی یعنی کھوٹ لایا اور اس کو نصیحت و خیر خواہی ہمدردی کے برابر میں چھوڑ گیا۔

☆☆☆☆☆

حسن بصریؒ کی فضیلت[1]

حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کو اللہ پاک نے تابعین پر پانچ باتوں سے فضیلت دی ہے۔

(1) جب تک عمل نہ کر لیتے اس شئی کا حکم نہ فرماتے۔

(2) جب تک کسی کام سے خود نہ رکتے دوسروں کو منع نہ فرماتے۔

(3) علم و عمل کی بات بتانے میں کبھی بخل سے کام نہ لیتے تھے۔

(4) اپنے علم کی وجہ سے لوگوں سے استغناء برتتے تھے۔ (5) انکا ظاہر و باطن برابر تھا

---

[1] اکابر امت اعلام دین میں سے ہیں آپ کی بزرگی علم و عمل تقوی و خلوص مسلم ہے

علم نافع وضار کی پہچان کا طریقہ

جب تو اے مخاطب یہ جاننا چاہے تیرا علم نافع ہے یا ضار ہے تو تو اپنے سے پانچ باتوں کا مطالبہ کر۔ (1) فقر کی محبت تا کہ آخرت میں بوجھ کم ہو۔ (2) طاعت کی محبت تا کہ آخرت میں ذخیرہ ہو۔ (3) زہد فی الدنیا کی چاہت ومحبت تا کہ فراغت تامہ حاصل ہو۔ (4) حکمت کی محبت اصلاحِ قلب کے لئے تا کہ منفعتِ تامہ حاصل ہو۔ (5) خلوت کی محبت مناجاتِ رب کے لئے تا کہ لذتِ عشق ومحبت حاصل ہو

پانچ باتوں کو پانچ اشیاء میں طلب کرو۔

(1) عزت کو تواضع میں نہ کہ مال وخاندان میں۔

(2) غناء کو قناعت میں نہ کہ کثرتِ مال میں۔

(3) امن کو جنت میں نہ کہ دنیا میں۔

(4) راحت کو قلت میں نہ کہ کثرت میں۔

(5) علم کی منفعت کو عمل میں نہ کہ کثرتِ بیان وتقریر میں۔

عالم کی ذمہ داری پانچ طبقات پر ہے:۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا کہ اس امت میں فساد پانچ افراد سے آتا ہے۔

(1) علماء کی وجہ سے۔ (2) عابدوں زاھدوں کی طرف سے۔

(3) تاجروں کی طرف سے۔(4) مجاہدین کی طرف سے۔

(5) حاکموں اور لیڈروں کی طرف سے۔

علماء وارثین انبیاء ہیں، عابد وزاھد لوگ زمین کے ستون ہیں، مجاہدین اللہ کا لشکر ہے تاجر لوگ اللہ کے امین ہیں، جب خیر وبرکات کے ستونوں میں فساد، بگاڑ پیدا ہوجائے تو دنیا میں ہر طرف فتنہ، فساد، شر، جور، ظلم وفریب کا دور دورہ ہوجائے گا جیسا کہ مشاہدہ ہو رہا ہے خاص طور پر ارباب حکومت وسلطنت کی بد دیانتی نے پورے ممالک کو تباہ کردیا ہے فالی اللہ المشتکی۔ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل بجا فرمایا ہے آج سارا فساد انہیں طبقات کی وجہ سے ہے اللہ پاک ہی فضل کرنے والے اور ہدایت دینے والے ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ علم کو مال پر سات طریقوں سے افضلیت حاصل ہے۔

(1) علم میراث انبیاءؑ ہے اور مال فرعون کی میراث ہے۔

(2) علم خرچ کرنے سے بجائے کم ہونے کے زیادہ ہوتا ہے اور مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔(3) مال محافظ کا محتاج ہوتا ہے اور علم خود محافظ ہے۔

(4) مال مؤمن وکافر بھی کو مل جاتا ہے اور علم صرف مؤمن کو حاصل ہوتا ہے۔

(5) علم انسان کے ساتھ قبر میں جاتا ہے اور مال باہر ہی رہ جاتا ہے۔

(6) تمام انسان صاحب علم کے محتاج ہیں صاحب مال کے نہیں۔

(7) علم آدمی کو پل صراط پر گذرنے میں قوت دیتا ہے اور مال مانع اور رکاوٹ بنے گا۔

فقیہ ابواللیثؒ نے فرمایا کہ جو شخص عالم کے پاس بیٹھتا ہے اور علم کے حصول پر قدرت نہیں رکھتا ہے اس کو بھی سات کرامتیں حاصل ہوتی ہیں۔

(1) طالب علم کی فضیلت حاصل کرتا ہے۔

(2) جب تک اس کے پاس ہے گناہوں سے محفوظ ہے۔

(3) جب ان پر رحمتِ خداوندی کا نزول ہوگا تو اسکو بھی حصہ ملے گا۔

(4) جب اپنے مکان سے نکلے گا تو رحمت خداوندی کا مستحق ہوگا۔

(5) جب تک سننے میں رہے گا استماعِ علم کا ثواب پائے گا طاعت لکھی جائے گی۔

(6) جب سنے گا اور نہیں سمجھے گا تو دل تنگ ہوگا اور ادراکِ علم سے محروم رہنے پر احساس کرے گا تو یہ غم اس کے لئے اللہ پاک کے یہاں بہت پسند آئے گا انا عند المنکسرة قلوبھم کا مصداق ہوگا۔

(7) جب مسلمانوں کو عالم کی عزت کرتا دیکھے گا تو فسق سے نفرت کرے گا اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کے پاس مجالست کا حکم فرمایا ہے۔

علماء کے لئے خوف کا مقام:۔

علماء میں سے بعض ایسے ہیں جو بخل کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ وہ چیز دوسروں کے پاس نہ ہو یہ جھنم کے درک اول میں ہونگے اور بعض علماء سلطان کے مانند ہوتے ہیں جب ان پر کوئی تردید کرتا ہے تو غضبناک ہوجاتے ہیں یہ جھنم کے دوسرے درجہ میں ہوں گے اور بعض عالم اپنے حقائق ومعارف صرف امراء کے لئے رکھتے ہیں فقراء کو محروم کرتے ہیں یہ جھنم کے تیسرے درجہ میں ہوں گے اور بعض ایسے ہیں فتویٰ دینے کیلئے بیٹھتے ہیں اور قصداً غلط مسائل بتاتے ہیں تو یہ جھنم کے چوتھے طبقہ میں ہوں گے۔

اور بعض علماء ایسے ہیں جو خود پسندیدگی میں مبتلاء ہیں اگر ان کے سامنے کوئی نصیحت کرتا ہے تو ان کو برا لگتا ہے یہ پانچویں طبقہ میں ہوں گے اور بعض ایسے ہیں جنہوں نے علم سیکھا لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ایسے علماء چھٹے طبقۂ نار میں ہوں گے اور بعض ایسے ہیں جو باطل پرست لوگوں کے کلام کو سیکھتے ہیں اور دین کے ساتھ ملادیتے ہیں ایسے علماء جھنم کے ساتویں طبقہ میں ہوں گے۔ **اللھم احفظنا منھم ولاتجعلنامعھم!!!**

آمین یا رب العالمین

آٹھ قسم کے افراد:۔

فقیہ ابواللیثؒ نے فرمایا کہ جو آدمی آٹھ قسم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ہے تو آٹھ قسم کی چیزیں اس میں زائد ہو جاتی ہیں۔

(1) جو آدمی اغنیاء کے ساتھ بیٹھتا ہے تو دنیا کی محبت ورغبت اس میں زائد ہو جاتی ہے۔

(2) جو شخص فقراء کے ساتھ مجالست رکھتا ہے تو اللہ پاک اس کی طبیعت میں شکر ورضاء پیدا کر دیتے ہیں پھر وہ اللہ پاک کی تقسیم پر خوش رہتا ہے اور شکر ادا کرتا ہے۔

(3) جو آدمی بادشاہ کے پاس بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں قساوت اور تکبر پیدا کر دیتے ہیں۔

(4) جو شخص عورتوں کے پاس زائد بیٹھتا ہے تو اس میں جہالت اور شہوت زائد ہو جاتی ہے۔

(5) جو شخص بچوں کے ساتھ بیٹھتا ہے تو لہو ولعب مذاق و دل لگی اس میں زائد ہو جاتی ہے۔

(6) جو آدمی فساق وفجار کے پاس بیٹھتا ہے تو اس میں گناہوں کی جرأت اور توبہ سے دوری پیدا ہو جاتی ہے۔

(7) جو صالحین اولیاء اللہ کے پاس بیٹھتا ہے تو اس میں نیکیوں کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ان جیسا بننے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔

(8) جو علماء کے پاس بیٹھتا ہے اس میں علم و پرہیز گاری کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔

علم کے متعلق حضرت بایزید بسطامی وغیرہ اکابرؒ کے اقوال:۔

(1) حضرت بایزید بسطامیؒ جو بہت بڑے ولی گذرے ہیں سلسلہ نقشبندیہ کے امامِ وقت تھے فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال مجاہدہ میں گزارے مگر علم سے سخت کوئی چیز نہیں پائی کہ علم کے بعد اس کے مقتضا پر عمل کرنا آسان نہیں ہے۔

(2) حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اعمال سیئہ بیماری ہے اور علماء اس بیماری کی دوا ہیں اور جب علماء ہی خراب ہو جائیں گے تو علاج کیا کریں گے اور کس کا کریں گے۔

(3) نیز سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ فرائض کے بعد طلب علم سے افضل دوسرا کوئی عمل نہیں ہے۔

(4) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہم برابر علم حاصل کرتے رہے جب تک کہ ہمیں کوئی نہ کوئی تعلیم دینے والا ملتا رہا۔

(5) نیز ارشاد فرمایا کہ طلب علم سے افضل دوسرا کوئی عمل نہیں ہے جب کہ نیت درست ہو خالص اللہ کی رضا مقصود ہو۔

(6) نیز ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ علم سیکھو اور اس کے ساتھ ساتھ حلم بھی

اور ہنسی مذاق سے اس کو ضائع مت کرو۔

(7) نیز ارشاد فرمایا کہ علم فقط روایت کا نام نہیں ہے بلکہ علم سے خشیت الٰہی مقصود ہے اور اللہ پاک کی رضاء مطلوب ہے ۔

(8) آپ نے فرمایا کہ علم میں مشغولیت اور بقدر گذارہ رزق عمدہ ترین چیزیں ہیں جن کی حضرات انبیاء واولیاء نے دعا فرمائی ہے۔

☆ کذا فی حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۔☆

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال:۔

(1) وقال الشافعی رحمة الله عليه طلب العلم أفضل من النافلة یعنی علم کا حاصل کرنا نوافل سے افضل وبہتر ہے۔

(2) آپ کا فرمان ہے کہ جو شخص دنیا طلب کرنا چاہتا ہے تو وہ علم حاصل کرے اور جو آخرت چاہے وہ بھی علم حاصل کرے، یعنی علم ایسی شئی ہے جس سے دنیا اور آخرت دونوں کا فائدہ ہے مگر مقصود فائدۂ اخروی ہے اگر چہ دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہوں۔

(3) نیز فرمایا کرتے تھے کہ فرائض کے بعد جس چیز سے زائد تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے وہ علم ہے۔

(4) نیز فرمایا کہ جو علم حاصل کرتا ہے عزت وراحت سے اس کو علم نہیں آسکتا اور جو محنت ومشقت اور اساتذہ کے ساتھ ذلت وتواضع اختیار کرتا ہے اس کو علم آتا ہے۔

علم کی اقسام:۔

اللہ پاک نے سات قسم کے علم سات قسم کے افراد کو عطاء فرمائے ہیں:

(1) تمام اشیاء کے ناموں کا علم حضرت آدم علیہ السلام کو عطاء فرمایا۔

(2) علمِ فراست، تکوینیات و باطنی معاملات کا علم حضرت خضر علیہ السلام کو عطاء فرمایا۔

(3) علمِ تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کو عطاء کیا۔

(4) زرہیں بنانے کا علم حضرت داؤد علیہ السلام کو عطاء کیا۔

(5) پرندوں کی بولیوں کا علم سلیمان علیہ السلام کو عطاء کیا۔

(6) توریت و انجیل کا علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطاء فرمایا۔

(7) علم شریعت و توحید پیغمبر خدا جناب رسول اللہ ﷺ کو عطاء فرمایا۔

نتائج وثمرات:۔

(1) حضرت آدم علیہ السلام کا علم سجدہ وتحیہ کا ذریعہ بنا۔

(2) حضرت خضر علیہ السلام کا علم موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوشع جیسے شاگرد پانے کا ذریعہ بنا۔

(3) حضرت یوسف علیہ السلام کا علم حکومت اہل وعیال پانے کا ذریعہ بنا

(4) حضرت داؤد علیہ السلام کا علم ریاست مرتبہ جاہ وجلال کا ذریعہ بنا۔

(5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علم تہمت کے زوال اور دیگر کمالات وفوائد کا ذریعہ بنا۔

(6) حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم بلقیس اور اسپر غلبہ وحکومت عالم کا ذریعہ بنا۔

(7) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک شفاعت کبریٰ وغیرہ کمالات، وفضائل کا ذریعہ بنا۔ (تفسیر رازی صفحہ ۱۸۴ر جلد اول)

(1) حضرت آدم علیہ السلام نے علم کی بدولت فرشتوں کا سلام وسجدہ پایا۔

(2) حضرت خضر علیہ السلام نے علم کی بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصاحبت ومرافقت پائی۔

(3) حضرت یوسف علیہ السلام نے علم کی بدولت قید سے نجات پائی، لہذا اے طالبانِ علوم نبوت علمِ الٰہی کی بدولت یہ شرافتیں کیوں نہیں حاصل کرتے اے عالم تو اپنے اوپر خدا کا احسان کیوں نہیں یاد کرتا، اللہ پاک نے تجھے قرآن وحدیث کا علم دیا اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوسکتی ہے کہ تجھ کو اپنے مخصوص کلام کا شارح اور مفسر بنادیا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث بنادیا اپنی مخلوق کا داعی بنادیا اپنے بندوں کا واعظ بنادیا اپنے شہر کا چراغ بنادیا اور مخلوق کو جنت میں داخل کرنے کا قائد بنادیا جھنم سے روکنے کا ذمہ دار بنادیا جیسا کہ مروی ہے کہ علماء سردار ہیں فقہاء قائد ہیں اور ان کی مجالست ایمان میں زیادتی کرتی ہے۔

مؤمن چھ باتیں دیکھ کر رغبت کرتا ہے:۔

مؤمن آدمی علم کے حصول کی جانب اس وقت رغبت کرتا ہے جب اپنے میں چھ باتیں دیکھ لیتا ہے۔

(1) یہ بات سمجھ لے اور اقرار کرلے کہ اللہ پاک نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم فرمایا اور یہ بغیر علم کے ممکن نہیں۔

(2) یہ دیکھ لے کہ اللہ رب العزت والجلال نے مجھے معاصی سے رکنے کا حکم دیا ہے اور اس کے اجتناب و پرہیز پر قدرت بدون علم ممکن نہیں ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت پر شکر کو واجب فرمایا ہے اور اس پر قدرت بغیر علم کے ممکن نہیں ہے۔

(4) اللہ پاک نے اپنی مخلوق کے سات انصاف کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اس چیز پر قدرت بدون علم آدمی نہیں پاسکتا۔

(5) اللہ تبارک وتعالیٰ نے بلاؤں پر صبر کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اس پر قابو بغیر علم کے کیسے ہوسکتا ہے۔

(6) اللہ پاک نے شیطان سے عداوت کا حکم فرمایا ہے اور یہ بھی علم کے بغیر حاصل ہونے والی شئی نہیں ہے۔

طریق جنت:۔

یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ جنت کا راستہ چار آدمیوں کے ہاتھ میں ہے

(1) عالم (2) زاہد (3) عابد (4) مجاہد۔

عالم اگر اپنے دعوی میں پکا اور سچا ہے تو رب کائنات علیم وقدیر اس کو حکمت عطاء کریں گے **زاھد** اگر اپنے دعوی میں صادق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو امن وامان نصیب فرمائیں گے **عابد** اگر اپنے دعوی میں سچا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنا خوف وخشیت نصیب فرمائیں گے **مجاھد** اگر اپنے دعوی میں صحیح ہے تو رب العالمین اپنی رضاء وانعام نصیب فرمائیں گے۔

چار چیزوں کو چار سے تلاش کیجئے:۔

(1) جگہ میں سلامتی کو (2) دوست سے کرامت وشرافت کو (3) مال سے فراغت کو (4) علم سے منفعت کو لہذا جب جگہ میں سلامتی نہ پائے تو اس سے سجن (قید) بہتر ہے اور جب دوست سے حیاء وشرم اور شرافت وعزت کی بات نہ پائے تو کلب یعنی کتا اس سے اولیٰ ہے اور جب مال سے فراغت حاصل نہ ہو تو ڈھیلے وپتھر اس سے بہتر ہیں اور جب علم سے صحیح فائدہ اخرویہ حاصل نہ ہو تو موت اس سے بہتر ہے۔

چار چیزیں چار چیزوں کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتیں:۔

(1) دین کی تکمیل بغیر تقویٰ کے (2) قول بغیر عمل کے (3) مروت بدون تواضع (4) علم بغیر عمل کے، عمل بدون اخلاص کے لہذا خالی دین بلا تقویٰ خطرہ پر ہے قول بلا عمل کے ھدر ہے مروت بدون تواضع، شجر بلا ثمرہ کے مانند ہے ،اور علم بغیر عمل کے، بادل بلا بارش کے مانند ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کو فرمایا تھا کہ دنیا کا مدار، قوام یعنی ٹھراؤ چار اشخاص کی بدولت ہے۔

(1) وہ عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو (2) وہ جاہل جو حصول علم میں حیاء وعار سے کام نہ لیتا ہو (3) وہ غنی ہے جو مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے میں بخل نہ کرتا ہو (4) وہ فقیر جو اپنی آخرت دنیا کے عوض فروخت نہ کرے ورنہ ایسے لوگوں کے لئے ویل وہلاکت ہے ستر بار۔

شیخ خلیلؒ نے فرمایا کہ رجال چار قسم کے ہیں:۔

(1) وہ آدمی جو علم رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ عالم ہے لہذا اس کی اتباع کرو۔

(2) ایک وہ آدمی ہے جو جانتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ وہ جانتا ہے تو وہ نائم ہے اس کو بیدار کرو۔

(3) وہ آدمی جو کچھ بھی نہیں جانتا اور اس کو اپنے عدم علم کا احساس بھی نہیں ہے وہ شیطان محض ہے اس سے اجتناب کرو۔

(4) علم تو نہیں رکھتا ہے مگر اس کو اپنی جہالت کا احساس ہے تو اس کی رہنمائی کرو اس کو بتلاؤ سکھلاؤ یہی اصل دین ہے۔ تفسیر رازی ص ۱۸۵ ج ۱

چار چیزوں سے عار نہ کی جائے اگرچہ اس پر سخت بار کیوں نہ ہو:۔

(1) اپنے والد کے لئے تعظیماً قیام کرنا (2) مہمان کی خدمت کرنا (3) اپنے اساتذہ کی خدمت کرنا (4) جس چیز کا علم نہیں ہے اس کا سوال کر لینا

نیز حضرت امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب علماء حضرات حلال کو جمع کرنے میں لگ جاتے ہیں تو عوام مشتبہ مال کھانے والے بن جاتے ہیں اور جب علماء شبہات سے احتراز کرنا ترک کر دیں گے تو عوام الناس حرام کھائیں گے اور عوام جب حرام کو حلال سمجھنے لگیں گے تو کافر ہو جائیں گے اس زمانہ میں بہت سے علماء کی بد احتیاطی کی وجہ سے عوام پر بہت برے اثرات پڑ رہے ہیں۔

علم کی شرافت وکرامت پر عقلی دلیل:۔

(1) اول قسم وہ ہے جس سے عقل راضی وخوش ہو شہوت خوش نہیں ہے

(2) قسم اس کے برعکس ہے یعنی شہوت اس سے راضی ہو اور عقل خوش نہیں۔

(3) تیسری چیز ایسی ہے جس سے دونوں خوش ہیں۔

(4) چوتھی چیز وہ ہے جس سے نہ عقل خوش ہے اور نہ شہوت خوش ہے یعنی دونوں ناراض ہیں اول امراض ہیں اور مکارہ فی الدنیا ہیں جو طبیعت پر ثقیل ہیں، دوسرے معاصی ہیں، تیسرے علم ہے، چوتھے جہل ہے، علم جنت کا راستہ ہے اور جہالت جہنم کا راستہ ہے، تو جیسے عقل و شہوت جہنم سے ناراض ہیں ایسے ہی جہالت سے بھی ناراض ہیں لہذا جو آدمی جہالت سے راضی ہے معلوم ہوا کہ وہ جہنم سے راضی ہے۔

فضائلِ علم پر مزید آیات و روایات وغیرہ:۔

(1) علم کی فضیلت پر سب سے اہم دلیل اول ما نزل من القرآن اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۔ ہے یہاں خاص طور پر تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اس لئے کہ اگر علم کے علاوہ کوئی دوسرا مقام یہ عظمت و شرافت رکھتا تو اس کا تذکرہ کیا جاتا دوسری بات یہ ہے کہ اسی میں فرمایا گیا ہے۔

اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۔ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۔ سورہ علق پارہ ۳۰ ترجمہ: پڑھئے اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے لوگوں کو قلم کے ذریعے علم سکھایا ہے۔ (رکوع ۲۱ آیت ۳/۴)

اور اصول فقہ میں یہ ثابت ومسلم ہے کہ کسی حکم کا ترتب کسی وصف پر اس کی دلیل ہوا کرتا ہے کہ وہ وصف اس حکم کی علت ہے لہذا اکرمیت کے وصف کے مستحق اللہ جل شانہ ہیں کیونکہ انہوں نے علم دیا ہے،

(2) اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ (بس اللہ سے اسکے علماء بندے ہی ڈرتے ہیں)۔

اس آیت میں متعدد طریقوں سے علم کی فضیلت کا بیان فرمایا گیا ہے

(الف) علماء جنتی ہوں گے کیوں کہ اہل خشیت کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔

فرمایا ہے جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ یہاں تک کہ فرمایا **ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّه**

(ب) نیز ارشاد ربانی ہے **وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ**

ان تمام آیات میں علماء کی فضیلت کبریٰ کا بیان ہے کیونکہ حقیقی خشیت اللہ پاک سے ان کو حاصل ہوتی ہے۔

(2) ارشاد ربانی ہے **وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا**

اس میں علم کی نفاست اور علو مرتبت پر دلیل ہے کہ اللہ پاک کو علم سے کتنی محبت ہے اور آپ ﷺ سے کتنی محبت ہے کہ اپنے پیغمبر ﷺ کو علم کی زیادتی کا امر خاص طور پر فرمایا ہے حضرت قتادہؓ نے فرمایا کہ اگر کوئی علم پر اکتفاء کرتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کرتے اور یہ نہ فرماتے:

هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر سے کہا آپ کہیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں اس بات پر کہ آپ مجھے وہ رشد و بھلائی سکھلائیں جو اللہ پاک نے آپ کو سکھائی ہے۔

(سورہ کہف پارہ ۱۶ رکوع ۲۱ آیت ۶۶)

(3) حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بادشاہت اور سلطنت عطا فرمائی تھی کہ جو کسی دوسرے کو نہیں ملی تھی مگر انہوں نے اس پر فخر نہیں فرمایا بلکہ علم پر فخر فرمایا! ارشاد ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ۔ اے لوگو ہم کو سکھائی گئی ہیں بولیاں اڑنے والے جانوروں کی اور دیا ہم کو ہر چیز میں بڑا حصہ یہ یقینی طور پر بڑی واضح فضیلت کی بات ہے۔

(سورہ نمل پارہ ۱۹ رکوع ۱۷ آیت ۱۶)

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی بولیاں جاننے پر فخر کیا تو مؤمن کو بدرجہ اولیٰ معرفت ربانی عطا کرنے والے علم پر فخر کرنا چاہئے اور شکر کرنا چاہئے نہ کہ غرور۔

(4) **نیز** جب اللہ عزاسمہ نے انبیاء کے احوال کا تذکرہ فرمایا تو علم وحکمت کو مقدم فرمایا وَكُلًّا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا پھر اللہ پاک نے ان اشیاء کا تذکرہ فرمایا جو احوال دنیا سے متعلق تھیں یہ اس کی دلیل ہے کہ علم اشرف ترین شئی ہے۔

(5) بعض علماء نے لکھا ہے کہ ہدہد پرندہ باوجود کمزور وضعیف ہونے کے جب عتاب کی جگہ سلیمانؑ کے دربار میں کھڑا ہوا تو اس نے کہا

اَحَطْتُ بِمَالَمْ تُحِطْ بِهٖ کہ مجھے ایسی چیز کا علم ہے جس کا آپ کو نہیں ہے۔ (سورہ نمل پارہ ۱۹ رکوع ۱۷ آیت ۲۲)

یہ علم ہی کا کمال تھا کہ اس چھوٹے سے پرندہ کو ایک عظیم الشان سلطان السلاطین رسول کے سامنے جرأت تکلم حاصل ہوئی اور اس نے اتنی بڑی بات کہہ دی **اَحَطْتُّ بِمَالَمْ تُحِطْ بِهٖ** اگر علم اشرف الاشیاء نہ ہوتا تو وہ کیسے بولتا یہ ہی وجہ ہے کہ بعض کمزور وذلیل لوگ جب علم حاصل کر لیتے ہیں تو بڑوں کے بڑوں کے سامنے بولنے لگتے ہیں۔

(6) **نیز** نبی پاک ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ ایک ساعت کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے اور اس کی فضیلت کی دو وجہیں ہیں:

(الف) تفکر اللہ تک وصول کا ذریعہ بنتا ہے اور عبادت ثواب کا ذریعہ بنتی ہے جو اللہ تک پہونچائے وہ افضل ہے۔

(ب) تفکر عملِ قلب ہے اور طاعت عملِ جوارح ہے اور قلب جوارح سے افضل ہے اور قولِ باری عزاسمہ **وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ** اس کی حمایت کرتا ہے کیونکہ صلوٰۃ کو وسیلۂ ذکر بنایا گیا ہے اور مقصود وسیلہ سے اشرف ہے یہ علم کی فضیلت پر دال ہے۔

(7) وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً

یہاں علم کو فضل عظیم سے تعبیر کیا گیا ہے اور حکمت کو خیراً کثیراً فرمایا گیا ہے اور حکمت علم کا دوسرا نام ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ میں اللہ تبارک وتعالی نے نعمتِ علم کو دوسری جملہ نعمتوں پر مقدم فرمایا ہے یہ سب علم کی فضیلت پر دلائل ہیں۔

(8) تمام کتب الہیہ جیسے توریت زبور انجیل بھی علم کی فضیلت پر ناطق ہیں توریت میں اللہ سبحانہ وتعالی نے حضرت موسیؑ سے فرمایا کہ حکمت کی بڑائی سمجھو اور میں نے جس کے قلب میں حکمت رکھدی تو اس کی مغفرت ضرور کروں گا لہذا حکمت سیکھو سکھاؤ عمل کرو اور اس کی اشاعت کرو۔

زبور میں ارشاد فرمایا کہ اے داؤد بنی اسرائیل سے اور انکے عابدوں سے کہو کہ اتقیاء حضرات سے کلام کیا کریں اگر وہ نہ ملیں تو علماء سے بات کریں اور ان کے پاس بیٹھیں اگر وہ نہ ملیں تو پھر عقلاء کے پاس بیٹھیں کیونکہ تقوی، علم ،عقل یہ تین درجات ہیں اور جس میں ایک بھی ہوگا میں اس کو ہلاک نہ کروں گا یہاں تقوی کو علم پر مقدم فرمایا ہے کیونکہ وہ بھی بدون علم کے ممکن نہیں ہے جیسے خشیت خداوندی بغیر علم کے ممکن نہیں۔

علم علماء کا سفارشی ہے ان کا رفیق ہے ان کا دوست ہے ان کا ناصح ہے انکو نجات عطا کرنے والا ہے بفضل اللہ تعالی۔

اللہ پاک قیامت میں علماء سے فرمائیں گے اے گروہ علماء تمہارا اپنے

رب کے بارے میں کیا گمان ہے وہ کہیں گے ہمارا رب ہمیں معاف کرے گا اور وہ ہم پر رحم فرمائے گا اللہ پاک فرمائیں گے میں ایسا کر چکا ہوں **فادخلوا فی صالحی عبادی وادخلو اجنتی برحمتی** ۔یعنی میرے نیک بندوں کے ساتھ میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت مقاتل بن سلیمانؒ نے فرمایا کہ میں نے انجیل میں دیکھا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اے عیسیٰؑ علماء کی تعظیم کروان کی فضیلت پہچانو کیونکہ میں نے ان کو اپنی تمام مخلوق پر فوقیت وفضیلت دی ہے سوائے انبیاء مرسلین کے جیسا کہ سورج کو جملہ کواکب پر فضیلت حاصل ہے جیسے آخرت کو دنیا پر اور جیسے مجھکو ہر شئی پر فضیلت حاصل ہے۔

(9) **نیز** نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا **الا اخبرکم باجود الاجواد قالوا نعم یارسول اللہ** ﷺ فرمایا اللہ اجود الاجواد ہے اور اولاد آدمؑ میں سب سے اجود وسخی میں ہوں اور میرے بعد وہ آدمی ہے جس کو اللہ پاک نے علم دیا ہے اور وہ علم پھیلا رہا ہے، وہ قیامت کے دن ایک امت بن کر اٹھے گا اور وہ آدمی جس نے راہ خدا میں جہاد کیا ہوگا وہ اجود ہے کہ جان کی سخاوت پیش کردی

نیز ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ جو مؤمن آدمی دوسرے مؤمن آدمی کی چھوٹی سی پریشانی دور کرے گا تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کی بڑی

پریشانی دور فرمائیں گے اور جو کسی تنگ دست کے لئے آسانی کریگا تو اللہ اس کے لئے دنیا وآخرت میں آسانی پیدا فرمائیں گے اور جو ایسی راہ طے کرے کہ اس سے علم طلب کرنا مقصود ہو تو اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیں گے اور جو لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کا مذاکرہ کرتے ہیں اس کے احکام سیکھتے اور سکھاتے ہیں ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت خداوندی ان پر سایہ فگن ہوتی ہے اور فرشتے ان کا احاطہ کر لیتے ہیں اور اللہ پاک ان کا اپنی نورانی مجلس میں تذکرہ کرتے ہیں۔ (رواہ مسلم)

نیز رحمت عالم ﷺ نے فرمایاہ قیامت کے دن تین آدمی شفارش کریں گے (1) انبیاء علیھم السلام (2) علماء کرام (3) شہید حضرات۔

یہاں درمیانی مقام علماء کا ہے، یہاں حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم علم سیکھو کیونکہ علم سیکھنا خشیت ہے اس کی طلب عبادت ہے اس کا مذاکرہ تسبیح ہے اس میں بحث کرنا جہاد ہے اس کی تعلیم صدقہ ہے اور اس کا بذل یعنی خرچ کرنا قربت ہے اور اس کے ذریعہ حلال وحرام کی پہچان ہوتی ہے اور جنت کے راستوں کی شناخت ہوتی ہے اور وحشت میں رفیق ہے خلوت میں انیس ہے اعداء ودشمنوں پر سلاح اور ہتھیار ہے اور علم اختلاف کے وقت فیصل وحاکم ہے۔

علم وہ شئی ہے جس سے کتنے لوگ بلندی پر فائز ہوگئے اور علم نے ان کو

قائد بنا کر پیش کر دیا ہے جن سے ہدایت پاتے ہیں یہ خیر و بھلائی میں لوگوں کے امام بن جاتے ہیں جن کے آثار کی لوگ پیروی کرتے ہیں اور ان کے افعال وکردار سے لوگ روشنی حاصل کرتے ہیں اور انکی آراء سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں حضرات ملائکہ ان کے پیدا ہونے میں رغبت کرتے ہیں کہ لوگ خوب علماء بنیں اور اپنے بازوؤں کو بچھاتے ہیں اور نماز میں ان کے لئے استغفار کرتے ہیں حتی کہ ہر رطب ویابس حیطان بحر اور ہوام وسباع آسمان کے تارے سب دعا کرتے ہیں کیونکہ علم حیات قلوب کا ذریعہ ہے ظلمت میں نور ہے اور ابدان کی غذا ہے جس کے ذریعہ بلند مقامات طے کئے جاتے ہیں۔ تفسیر رازی رص ۱۹۰رج ار

نیز حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ آقاء نامدار تاجدار مدینہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین اشیاء منقطع نہیں ہوتی۔

(1) صدقہ جاریہ (۲) علم نافع جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے

(2) ولد صالح جو آدی کے لئے خیر کی دعائیں کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنی ضروریات کے بارے میں سوال کرو تو لوگوں سے کرو عرض کیا گیا وہ کون سے لوگ ہیں فرمایا کہ اہل علم ہیں دین دار حضرات ہیں۔

ان جملہ فضائل کو پڑھ کر یا سن کر بھی کوئی شخص طلب علم کے لئے وقت فارغ نہ کرے تو وہ کس قدر غافل ہے حالانکہ طلب علم فرض ہے چاہے کتابوں

سے ہو یا علماء سے سیکھنا ہی برکت وخیر کا باعث ہے اصل علم وہی ہے جو باقاعدہ سیکھا گیا ہو انما العلم بالتعلم حضرت موسیٰؑ نے بھی طلب علم کے لئے سفر فرمایا اور خضرؑ کی خدمت میں پہنچے جس کا تذکرہ بالتفصیل قرآن پاک میں آیا ہے۔

فوائد مختلفہ متعلقہ بالعلم:۔

جاننا چاہئے کہ علم دو طریقوں سے حاصل ہوتا ہے (1) تعلیم انسانی (2) تعلیم ربانی، تعلیم انسانی کے طریقے معلوم ومشہور ہیں مثلاً کتاب سے، استاذ سے، اور تعلیم ربانی دو قسم پر ہے القاء وحی، الہام وحی کے ذریعہ جو علم حاصل ہوتا ہے وہ علم نبوی کہلاتا ہے اور جو الہام کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے وہ علم لدنی کہلاتا ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا ہے:

عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً علم لدنی نبی اور ولی دونوں کو ہوتا ہے جب کہ وحی نبی کے ساتھ خاص ہے، حکمت حقیقت میں علم لدنی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ علم لدنی بھی مواہب ربانیہ میں سے ہے اور حکمت بھی مواہب ربانیہ میں سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيراً، جو حضرات علم لدنی کو پہنچ جاتے ہیں پھر وہ علم ظاہری کی تحصیل سے

مستغنی ہوجاتے ہیں پھران کوعلم ظاہری کی تحصیل میں بہت زیادہ محنت ،تعب، مشقت وتکلیف برداشت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے وہ تھوڑا سیکھتے ہیں اور بہت زیادہ سکھاتے ہیں تعب کم برداشت کرتے ہیں آرام زیادہ کرتے ہیں۔

کذا فی التعلیق صفحہ ۱۲۹/ جلد اول/

نیز علامہ شاطبیؒ نے لکھا ہے کہ علم لدنی کے لئے دوشرطیں ہیں

اقبال الی الآخرۃ اعراض عن الدنیا یعنی آخرت کا شوق اور توجہ اور دنیاء سے اعراض اور بے توجہی

فائدہ: علم ہونا چاہئے مگر علم کا غرور وپندار نہ ہونا چاہئے کہ وہ نقصان دہ اور ممنوع ہے اس ذیل میں اس پر بطور دلیل وعبرت تین واقعات پیش خدمت ہیں۔

(1) بخاری شریف صفحہ 17/ میں ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے آپ نے ان کے سامنے خطاب فرمایا اور علوم ومعارف کا دریا بہایا جس سے متاثر ہوکر ایک شخص نے حضرت سے معلوم کیا کہ حضرت کیا آپ سے بڑا بھی کوئی عالم اس وقت موجود ہے جس کو آپ جانتے ہوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں اللہ پاک نے اسی وقت وحی بھیجی کہ ہمارا ایک بندہ خضر ہے وہ آپ سے بڑا عالم ہے حضرت موسیٰؑ نے اللہ پاک سے ان کا پتہ معلوم کیا تو اللہ پاک نے ان کو ساحل بحر کا پتہ بتایا جہاں وہ رہتے تھے اور مچھلی کو ساتھ رکھنے کے لئے فرمایا کہ جہاں یہ مچھلی گم ہوجائے گی وہی جگہ ان سے ملاقات

کرنے کی ہوگی، چنانچہ آپ نے سفر فرمایا اور یوشع کو اپنے ساتھ رکھا اور ایک مکتل میں مچھلی لے لی اور یوشع بن نون کو ساتھ لیکر مجمع البحرین کے قصد سے چل دیئے جس کا قرآن تذکرہ فرماتا ہے:

بہر حال اللہ پاک نے فقط یہ کہنے پر گرفت فرمائی کہ اس وقت میں سب سے بڑا عالم ہوں حالانکہ یہ بالکل درست ہے کہ نبی اپنے دور میں سب سے بڑا عالم ہوتا ہے مگر یہ قول تواضع اور عبدیت کے خلاف تھا اس لئے علیم وعلاّم کو پسند نہ آیا اور خضرؑ کی خدمت میں جانے کا حکم ہوا پھر کسی اور کے لئے کیا موقع ہے کہ وہ علم کا دعوی کرے اور اس پر ناز وغرور کرے۔

قصہ نمبر (2)

حضرت امام مقاتلؒ جو تفسیر کے زبردست عالم ہیں یہاں تک کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تفسیر جاننے میں لوگ مقاتل کے محتاج ہیں ان کے بچے ہیں، ایک مرتبہ حضرت نے فرمایا کہ مجھ سے جو چاہو سوال کرلو عرش کے علاوہ کے بارے میں سب باتوں کا جواب دے سکتا ہوں ایک شخص اٹھا اس نے معلوم کیا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حج کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے ان کے سر کا حلق کس نے کیا تھا؟ حضرت مقاتل حیران رہ گئے اور فرمایا کہ میرے دل میں اپنے علم سے جو عجب کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی اللہ پاک نے تمہارے ذریعہ اس کی اصلاح وعلاج فرمادیا پھر استغفار فرمایا۔

حضرت سفیان بن عیینہ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ مقاتل نے پھر اسی طرح کا دعوی کیا ایک شخص اٹھا اور اس نے معلوم کیا کہ حضرت نملہ (چیونٹی) کا معدہ کہاں ہوتا ہے اس کے شروع حصہ میں یا اخیر میں حضرت اس سوال سے حیران ہوگئے اور جواب نہ دے سکے حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے جان لیا کہ حضرت کو دعوی علم کی سزا ملی ہے۔ کذا فی وفیات الاعیان لابن خلکان رحمہ اللہ المنان صفحہ ۲۵۵ جلد ۴

قصہ نمبر (3)

روح الایمان فی مناقب النعمان صفحہ 47 میں ہے کہ ایک بار حضرت قتادہؒ جو تفسیر کے امام مانے جاتے ہیں کوفہ تشریف لائے

بہت سے لوگ حضرت کی خدمت میں زیارت وملاقات کے لئے پہنچے حضرت نے حاضرین سے فرمایا تم لوگ مجھ سے جو چاہو معلوم کرو اس وقت امام ابو حنیفہ صغیر السن تھے وہاں موجود تھے آپ نے معلوم کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی مذکر تھی یا مؤنث یہ سن کر وہ حیران ہوگئے جب حضرت کو تامل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مؤنث تھی اس لئے اللہ پاک نے فرمایا وقالت نملۃ اگر مذکر ہوتی تو فرماتے وقال نملۃ اس لئے کہ نملہ کا اطلاق عربی میں مذکر ومؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مدارس کی فضیلت:۔

مذکورہ آیات وروایات وآثار سے علم وعلماء کے فضائل کے ساتھ ساتھ مدارس کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے صراحۃ ارشاد باری تعالی ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَایَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ لَایَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۔

سورہ بقرہ پارہ ۳/رکوع ۵/آیت ۲۷۳

ترجمہ: صدقات وغیرہ خرچ کرو غریب فقیر لوگوں پر جو ہر وقت اللہ پاک کے راستہ میں محصور ہیں (مشغول ومصروف ہیں) علاقوں میں تجارت کے لئے گھومنے کی طاقت نہیں رکھتے (اپنی علمی وجہادی مصروفیات کی وجہ سے) جاہل لوگ ان کو مالدار سمجھتے ہیں، سوال نہ کرنے کی وجہ سے لوگ ان کو پہچان لیتے ہیں ان کی مخصوص علامتوں سے وہ لوگوں سے زبردستی نہیں مانگتے اور جو کچھ خرچ کروگے اللہ پاک سب جانتے ہیں۔

تشریح:

حضرت امام بغویؒ وغیرہ حضرات مفسرین نے تحریر فرمایا ہے کہ اس کا مصداق اصحاب صفہ ہیں یعنی حضرت نبی پاک ﷺ کے مدرسہ کے طلبہ جن کی تعداد بسا اوقات 400 سے بھی زیادہ ہوجاتی تھی ان کے پاس مدینہ پاک میں نہ اپنی

رہائش گاہ کا انتظام تھا اور نہ کھانے پینے کا کوئی نظم ونسق تھا حصولِ علم کی خاطر ہر وقت آقاء نامدار رسول پاک ﷺ کے دربار گوہر بار میں مقیم رہتے تھے نہ تجارت کرتے تھے اور نہ سوال کرتے تھے جو مل جاتا کھالیتے ورنہ صبر وقناعت سے کام لیتے تھے جیسا کہ راوی اسلام حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے واقعات میں تفصیلاً ذکر کیا ہے کہ بیہوش تک ہو جاتے تھے۔ (دیکھئے ترمذی وغیرہ)

یہاں طلبہ عزیز کے لئے بھی غور وفکر کا مقام ہے کہ ان کو اپنا مقصد طلب علم بنانا چاہئے اور اس سے صرف رضاء الٰہی ہونا چاہیے اور مل جانے پر شکر اور نہ مل نے پر صبر وقناعت کرنا چاہئے کہ حصول علم ان پر فرض ہے دوسرے معاون ہیں اور یہ کہ ان کو سوال کرنے سے بچنا ضروری ہے جس سے ذلت آتی ہے ہمارے بزرگوں نے فقر وفاقہ برداشت کیا مگر دور طالب علمی میں مانگنے کو گناہ سمجھا صبر وقناعت کی برکت سے اللہ پاک نے فتوحات کے دروازے کھولدیئے اور سب کچھ عطاء فرمایا۔

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ کے تحت امام مجاہدؒ نے فرمایا کہ ان کی علامت خشوع وخضوع ہے حضرت امام ضحاکؒ نے فرمایا کہ ان کے رنگ، محنت ومجاہدہ کی وجہ سے زرد پڑ جاتے ہیں، بہر حال ان کی اپنی ایک شناخت وپہچان ہے جس سے لوگ پہچان لیتے ہیں اور آج کل طلبہ نے اپنی پہچان لمبے بال، خرافات، کرکٹ، کھیل، وغیرہ بنا رکھی ہے اللہ پاک عقلِ سلیم اور فہم صحیح عطا فرمائے !!!

اہل مدارس کو یاد رکھنا چاہئے کہ بذات خود مدارس مقصود نہیں بلکہ مدارس سے مقصود رضاء الٰہی ہے جیسا کہ امامِ ربانی حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ہے لہذا مصلحتاً ایسے کام کرنا جو رضاءِ الٰہی کے خلاف ہوں جائز نہیں ہیں اور جن لوگوں نے مدرسے سے مقصود ہی دنیا کو بنالیا ہو وہ علم وعلماء کو بدنام کرنے والے ہیں اور کررہے ہیں ایسے لوگ حلال وحرام جائز، ناجائز، سچ اور جھوٹ کا فرق نہ کرتے ہوئے بے خوف ہوکر دین کو استعمال کررہے ہیں اللہ پاک ہدایت وسمجھ عطا فرمائے !!!ان کو چاہئے کہ صحیح کام کریں ورنہ جائز طور پر تجارت کریں کہ تجارت کے بڑے فضائل ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے: رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ۔

ترجمہ: وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوۃ دینے سے ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔ شیخ الہند۔

سچے تاجروں کو انبیاء وصدیقین کے ساتھ جگہ ملے گی، اور اس طرح دین کو استعمال کرنے پر بڑی سخت وعیدات وارد ہوئی ہیں دنیادار عالم کے لئے کتنی سخت وعیدات ہیں ان پر غور کرنا چاہئے اور اپنی آخرت کو خراب کرنے سے بچنا چاہئے۔

☆☆☆☆☆

علماء سوء:

علماء سوء کے لئے اس سے بڑھکر کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک نے ان کی مثال اس گدھے کے ساتھ دی ہے جس پر کتابیں لادی گئی ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَاراً بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَایَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۔

سورہ جمعہ پارہ ۲۸ رکوع ۱ آیت ۵

یعنی وہ لوگ جن کو تورات دی گئی تھی پھر اس کا حق ادا نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے جیسی ہے جس نے کتابوں کو اٹھا رکھا ہو سو بری مثال ہے ان کی جو جھٹلاتے ہیں اللہ پاک کی آیات کو اور اللہ پاک ھدایت نہیں دیتے ظالموں کو

یہ آیت اگرچہ علماء یہود کے بارے میں ہے مگر جس میں یہ صفت ہوگی عمل نہ کرنا اور عقیدۃً یا عملاً تکذیب آیات کرنا وہ اس کا مصداق ہوجائے گا یہ بہت ڈرنے کا مقام ہے۔

نیز ایک دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ۔

سورہ اعراف پارہ ۹ رکوع ۱۲ آیت ۱۷۵

کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس کو ھم نے اپنی آیات کا علم دیا تھا وہ پھر اس سے نکل گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کرلیا اور وہ گمراہوں میں سے ہوگیا۔

یہ آیت ایک یہودی عالم وبزرگ بلعم باعوراء وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بنی اسرائیل کا ایک عالم وعابد تھا بعد میں خرابی آگئی تھی اور حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں اترا اور گمراہ ہوا، مگر اس میں ان سب کے لئے بڑی زبردست عبرت ونصیحت ہے جو علم کے باوجود عمل نہ کریں اور دوسری گمراہیوں میں جاپڑیں صرف مال ودولت یا عزت وشہرت کو مقصود بنالیں اور علم کو وسیلۂ آخرت بنانے کے بجائے وسیلۂ معاش ودنیا بنائیں۔

ہمارے اکابرواسلاف نے علم کو وسیلۂ معاش کے طور پر نہیں اپنایا تھا اس کے لئے وہ مستقل تجارت وکاروبار اکیا کرتے تھے اور تعلیم وتعلم کو صرف آخرت کے لئے کرتے تھے اللہ پاک ہمیں ان کی اتباع کی توفیق بخشے۔!!!

عالم فاسق دنیا کے لئے سب سے بڑا فتنہ ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے زیادہ اپنی امت پر خوف عالم فاسق کا ہے یعنی جو صرف زبان سے حقائق ودقائق علوم ومعارف بیان کرے گا اور اندر سے خالی ہوگا اللہ کے خوف سے آخرت کے شوق سے خشوع وخضوع سے توکل علی اللہ سے انابت وتوجہ الی اللہ سے خلوص وللّٰہیت سے اللہ پاک کے سامنے رونے دھونے سے وغیرہ وغیرہ۔

اللہ پاک ہمیں علماء آخرت میں بنائے اوران فضائل وکمالات کا مصداق بنائے اور علماء سوء بننے سے ہماری حفاظت فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

جامعہ اشرف العلوم رشیدی پر ایک نظر

قیام جامعہ ——————— 1944ء مطابق 1364ھ۔

بانی ومؤسس: ۔ فنا فی اللہ عاشق رسول اللہ حضرت مولانا الحاج قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ۔
آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ بمقام محلہ کوٹلہ گنگوہ 1348ھ مطابق 1928ء میں ہوئی۔ آپ کی وفات چہار شنبہ بوقت ۸ بجے دن، 24 ربیع الاول، 1425ھ میں ہوئی۔ آپ نے تمام عمر دین کی خدمت کی اور قرآن وسنت کے سلسلہ میں خدمات جلیلہ انجام دیں اللہ تبارک وتعالیٰ بے حد قبول فرمائے اور اللہ پاک آپکو درجات عالیہ سے نوازے اپنے بزرگوں سے آپکو خلافت واجازت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ نیز آخری وقت میں نبی کریم ﷺ کی زیارت خواب میں حاصل ہوئی اور بعد الوفات بشارات ومناسبہ ظاہر ہوئے جنکی ایک بہت طویل فہرست ہے۔

جامعہ کے شعبہ جات:

(1) شعبہ افتاء (2) شعبہ دورۂ حدیث پاک (3) شعبۂ تمرین (4) شعبہ فارسی (5) شعبہ تجوید وقرأت (6) شعبہ حفظ قرآن پاک (7) شعبہ ناظرہ قرآن کریم (8) شعبہ دینیات (9) شعبہ اردو (10) شعبہ پرائمری درجات (11) شعبہ جونیئر درجات (12) شعبہ تبلیغ وارشاد (13) شعبہ اصلاح معاشرہ وتزکیہ نفوس اور مجلس ذکر اللہ (14) شعبہ کمپیوٹر (15) خطابت (16) شعبہ کتابت۔

نقشہ تعداد فارغین از 1364ھ تا 1428ھ مطابق 1944ء تا 2007ء جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

فارغین افتاء	1411ھ تا 1428ھ	1991ء تا 2007ء	160
فارغین دورۂ حدیث	1405ھ تا 1428ھ	1985ء تا 2007ء	1924
فارغین تجوید وقرأت	1385ھ تا 1428ھ	1965ء تا 2007ء	1853
فارغین حفاظ	1369ھ تا 1428ھ	1949ء تا 2007ء	1065
فارغین ناظرہ کلام پاک	1369ھ تا 1428ھ	1949ء تا 2007ء	2898
فارغین پرائمری درجہ 5	1385ھ تا 1428ھ	1965ء تا 2007ء	1398
فارغین جونیئر درجہ 8	1424ھ تا 1428ھ	2003ء تا 2007ء	72

کل تعداد مدرسین وملازمین		70
کل تعداد طلبہ مقامی وبیرونی		1670
کل آمد	1428ھ	533074 8=50
کل صرفہ	1428ھ	5692036=46